ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور
مارچ 2018ء

انسانی کائنات عورت کے دم سے آباد ہوئی

ارکانِ حج کی تشکیل و تکمیل بھی خاتون کی مرہونِ منت ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

International Women's Day

Islam Encourages Participation of Women in Socio Economic Activities

8th MARCH

تیزاب سے جلی ایک لڑکی نے میری زندگی بدل دی

معروف سماجی رہنما مسرت مصباح سے دختران اسلام کی خصوصی گفتگو

منہاج یونیورسٹی میں منعقدہ " قائنڈ ڈے "تقریب کی تصویری جھلکیاں

منہاج کالج برائے خواتین میں بزم منہاج کے زیر اہتمام قائنڈ ڈے تقریب

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ لاہور

دخترانِ اسلام

جلد: 25 شمارہ: 3 جمادی الثانی۔ رجب ۱۴۳۹ھ / مارچ 2018ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ

ڈپٹی ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صباء

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز
افنان بابر، مسز رافعہ علی

رائٹر فورم

مسز راضیہ نوید، آسیہ سیف
ہانیہ ملک، ہادیہ ثاقب، سمیعہ اسلام
مومنہ ملک، جویریہ سحرش

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام —— فوٹو گرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(خواتین کا عالمی دن اور زمینی حقائق..................) 4

فرح شیخ الاسلام

ارکانِ حج کی تشکیل و تکمیل بھی خاتون کی مرہون منت ہے — مرتبہ: نازیہ عبدالستار 6
(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب)

منتخب کالم

اسلام نے ناموسِ نسواں کی اہمیت کو اجاگر کیا — ام حبیبہ 11
نسل انسانی کیلئے وجود مرد و زن ناگزیر — شیبا طراز 17
امن تکریم بنی آدم میں ہے — مومنہ ملک 19

راہِ نور و شوق

(انٹرویو مسرت مصباح) — پینل: ام حبیبہ، زینب ارشد 22
الفیوضات المحمدیہ 27

گلدستہ

عابدہ قاسم 28
Women Entrepreneurship: Islamic Perspective (Hadia Saqib) 32

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ج وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا. وَ اٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ ط اِنَّهٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا. وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَاطَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ط ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا. وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَکُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا. (النساء، ۴: ۱ تا ۴)

’’اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں (میں بھی تقویٰ اختیار کرو)، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور بُری چیز کو عمدہ چیز سے نہ بدلا کرو اور نہ ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر کھایا کرو، یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے) پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا وہ کنیزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں، یہ بات اس سے قریب تر ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔ اور عورتوں کو ان کے مَہر خوش دلی سے ادا کیا کرو، پھر اگر وہ اس (مَہر) میں سے کچھ تمہارے لیے اپنی خوشی سے چھوڑ دیں تو تب اسے (اپنے لیے) سازگار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ.

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ، وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَه. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ص قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ.

’’حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا سازو سامان کی جگہ ہے اور اس دنیا کا بہترین سرمایہ (و دولت) نیک عورت ہے۔‘‘

’’حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہوگئی۔‘‘

’’’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومنین میں سے کامل مومن وہ ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہترین ہے۔‘‘

(المنہاج السوی، ص:۸۰۴، ۸۰۵)

خواب

علامہ اقبالؒ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی دُرج کا در مکنوں

(کلیات اقبال/ضرب کلیم، ص:۶۶۴)

تعبیر

قائد اعظمؒ

اگر خواتین ہمارے شانہ بشانہ کام نہیں کریں گی تو وہ سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور تعلیمی سرگرمیوں میں سرگرم حصہ نہ لے سکیں گی جو پنگھوڑے کو ہلاتا ہے وہ سلطنت پر حکمرانی بھی کرتا ہے اور اس ہاتھ کو جو پنگھوڑے ہلاتا ہے ہماری جملہ سرگرمیوں میں حصہ لینے کے پورے مواقع فراہم کرنا چاہئیں۔

(یکم جنوری 1938ء گیا کے جلسہ عام میں خواتین کیلئے

اہتمام پر مبارکبادی)

تکمیل

شیخ الاسلام مدظلہ

معاشرے کی ترقی اور نسل نو کی تربیت کے لیے خواتین کے کردار کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جس معاشرے میں خواتین شعور و آگہی اور عمل و کردار کے زیور سے آراستہ ہوں۔ اسے ترقی کے مدارج طے کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا اس کے برعکس جہاں خواتین اپنے اس عظیم فرض منصبی کو فراموش کردیں تو زوال و انحطاط اور جہالت و گمراہی اس معاشرے کا مقدر بن جاتی ہے۔ ہمارا شاندار ماضی اس امر پر گواہ ہے کہ جب تک خواتین نے اپنی آغوش میں پلنے والے نونہالانِ چمن کی تربیت و پرورش کے ساتھ ساتھ معاشرتی، معاشی، ثقافتی و تہذیبی سطح پر اپنا بھرپور کردار ادا کیا اس وقت تک ہم اقوام عالم میں عزت و وقار کے ساتھ سربلند رہے لیکن جب اس عظیم ذمہ داری سے صرف نظر کیا تو جمود و تعطل ہمارا مقدر بن گیا۔

(پیغام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، مجلّہ دختران اسلام، اگست 2008ء)

اداریہ

خواتین کا عالمی دن اور زمینی حقائق۔۔۔۔۔

ہر سال 8 مارچ کو خواتین کا عالمی دن زور وشور سے منایا جاتا ہے۔ خواتین کے حقوق کیلئے سیاسی، سماجی، سول سوسائٹی کی تنظیمات، جماعتیں اور حکومتی شخصیات خواتین کے حقوق اور ان کی فلاح و بہبود کیلئے بیانات، پیغامات جاری کرتی ہیں۔ خواتین سوسائٹی میں کن مسائل سے دوچار ہیں اس حوالے سے فیچرز، ایڈیٹوریل لکھے جاتے ہیں۔ خصوصی ایڈیشن شائع کیے جاتے ہیں۔ خواتین سے اظہار یکجہتی کیا جاتا ہے اور ایک دن کی ''ایکٹویٹی'' کے بعد 364 دن کیلئے طویل خاموشی اختیار کر لی جاتی ہے اور خواتین اور ان کے حقوق کو حالات کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں اس پر فخر ہے کہ قرآن پاک اور احادیث نبوی ﷺ میں خواتین کے حقوق وفرائض صراحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور اس ضمن میں ہم اپنا مقدمہ فخر کے ساتھ دنیا کے کسی بھی ملک اور معاشرے کے سامنے تقابل کیلئے پیش کر سکتے ہیں۔ قبل از اسلام خواتین کو خرید وفروخت کی ایک جنس کی حیثیت حاصل تھی۔ حقوق تو دور کی بات انہیں انسان بھی نہیں سمجھا جاتا تھا، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی غیر انسانی رسم جاری تھی، ظہور اسلام کے بعد تاریخ عالم میں پہلی بار خواتین کو عزت و احترام ملا، حقوق وفرائض کا تعین ہوا، اسلام نے صرف مسلمان عورتوں کے حقوق کی بات نہیں کی بلکہ بلاتفریق رنگ ونسل، مذہب خواتین کے احترام کا حکم دیا، اس کے جان، مال، عزت کی تکریم اور حفاظت کا حکم دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ کسی غزوہ میں ایک عورت مقتول پائی گئی آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی، اسی طرح آقائے دو جہاں ﷺ نے عورت کو بطور ماں، بیوی، بہن، بیٹی کے عزت وتکریم سے نوازا۔ جنت ماں کے قدموں تلے ہے یہ کہہ کر ماں کو بطور عورت وہ عزت دی کہ ایسی کوئی اور نظیر دنیا کا کوئی الہامی، غیر الہامی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے بیویوں کی عزت وتکریم کو اپنے عمل سے اجاگر کیا، ایک دعوت میں جانے کیلئے شرط رکھی کہ اگر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بھی دعوت دی جائیگی تو یہ دعوت قبول ہوگی۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بیٹیوں سے محبت، شفقت کی ہدایت فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہؓ جب آپ ﷺ کی بارگاہ میں جاتیں تو آپ ان کے استقبال کیلئے کھڑے ہو جاتے۔ آپ ﷺ کے اس مبارک عمل سے جہاں آپ ﷺ کی سیدہ فاطمہ الزہرہؓ سے خاص محبت وشفقت ظاہر ہوتی ہے وہاں اس میں ہر مسلمان باپ کیلئے ایک دائمی سبق ہے کہ اپنی اولاد بالخصوص بیٹیوں کے ساتھ اعلیٰ حسن وسلوک کا مظاہرہ کیا جائے۔

8 مارچ کے خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ہم فخر کے ساتھ دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ دین اسلام نے 14 سو سال قبل خواتین کے حقوق وفرائض متعین کر دیئے اور واضح کر دیا کہ معاشرتی ترقی کا کوئی بھی ہدف خواتین کو نظر انداز کرنے سے حاصل نہیں ہو سکے گا۔ آج 21 ویں صدی جو علم وتحقیق اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے انقلاب کی صدی ہے۔ الیکٹرانک میڈیا و ذرائع ابلاغ کی صدی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ نے دنیا کو ایک گاؤں کی شکل دی اور اب یہ گاؤں مختلف ایپلی کیشنز کی صورت میں ہتھیلی پر رکھا اور دیکھا جا سکتا ہے۔ ظلم و بربریت دنیا کے کسی کونے میں ہو اسے چھپایا یا دبایا نہیں جا سکتا۔ معلومات کے سیل رواں اور خواتین کے حقوق وفرائض احترام کو یقینی بنانے کیلئے عالمی و علاقائی قوانین کی بھی بھر مار ہے مگر اس کے باوجود خواتین کو وہ آزادیٔ عمل اور آزادیٔ اظہار میسر نہیں جس کا تقاضا انسانی اخلاقیات کرتی ہے۔ پسماندہ ممالک اور خطوں میں خواتین کو بنیادی تعلیم سے محروم رکھا گیا ہے یا

بنیادی تعلیم کی فراہمی کو مشکل بنا دیا گیا ہے۔حکومتی اعداد و شمار کے مطابق 5 کروڑ 50 لاکھ شہری ان پڑھ ہیں جن میں اکثریت خواتین کی ہے۔ پنجاب میں 46 فیصد، خیبرپختونخوا میں 53 فیصد، سندھ میں 65فیصد اور بلوچستان میں 77فیصد خواتین ناخواندہ ہیں، یہ اعداد و شمار 2016ء کے ہیں اگر حالیہ مردم شماری کے مطابق اعداد و شمار مرتب کیے جائیں تو یقیناً صورتحال اور بھی تکلیف دہ نظر آئے گی۔ بدقسمتی سے پاکستان ان ملکوں میں شامل ہے جہاں ناخواندہ خواتین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔خواتین کے احترام کے اعتراف کا بہترین طریقہ انہیں تعلیم دینا ہے۔تعلیم دیئے بغیر خواتین کے احترام اور ترقی کی کوئی کوشش ثمر بار نہیں ہوسکتی۔خواتین کی تعلیم و بہبود کیلئے خرچ کرنا حکومتیں ایک بوجھ سمجھتی ہیں۔اگر پاکستان کے پالیسی ساز اور صاحب وسائل منتظم چاہتے ہیں کہ پاکستان ترقی کرے،امن اور خوشحالی آئے تو وہ خواتین کی فلاح و بہبود اور تعلیم و تربیت پر انویسٹ کریں۔

اس وقت قوم کی کم سن بچیوں کے تحفظ کیلئے فول پروف اقدامات کی ضرورت ہے،معصوم زینب کے ساتھ پیش آنے والے درندگی کے واقعہ نے پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیا۔قصور کے اس سانحہ نے ہر والدین کو فکر مند کر دیا،قصور میں زینب سے قبل بھی بچیاں درندگی کا شکار ہوئیں مگر پولیس نے روایتی بے حسی، نان پروفیشنل رویے اور رشوت خوری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کیس داخل دفتر کر دیئے۔ زینب کے معاملہ میں سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا و پرنٹ میڈیا متحرک نہ ہوتے تو یہ ایف آئی آر بھی پولیس کی فائلوں میں دفن ہو جاتی۔ یہاں 8 مارچ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ہم اپنی دو بہنوں شازیہ مرتضیٰ اور تنزیلہ امجد شہیدہ کو خراج تحسین پیش کرتی ہیں ان خواتین نے پاکستان کو استحصال اور حکومتی جبر و تشدد سے پاک کرنے کیلئے 17 جون 2014ء کے دن ماڈل ٹاؤن میں جانوں کے نذرانے پیش کیے اور آج پونے چار سال گزر جانے کے بعد بھی شازیہ مرتضیٰ اور تنزیلہ امجد شہیدہ کے بچوں کو انصاف نہیں ملا، شازیہ مرتضیٰ اور تنزیلہ امجد کو اس ملک میں شہید کیا گیا جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، وہ اسلام جس کے پیامبر ﷺ نے حکم دیا تھا کہ جنگ کے دوران دشمن کی بیٹیوں کو بھی قتل نہ کیا جائے، آج ہم خواتین کے عالمی دن کے موقع پر منصفِ اعلیٰ سے درخواست گزار ہیں کہ وہ قوم کی ان بیٹیوں کو بھی انصاف دلوائیں اور ذمہ داروں کو کٹہرے میں لائیں۔

یہاں اس بات کا ذکر بھی ناگزیر ہے بظاہر تو خواتین کو اسمبلیوں میں نمائندگی دی گئی مگر انہیں وہ اختیارات نہیں ملے جو حکومت کے مرد اراکین اسمبلی کو حاصل ہیں۔خواتین کی کابینہ میں نمائندگی بھی آٹے میں نمک کے برابر ہے اور ان کا قانون سازی میں حصہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے،خواتین اراکین اسمبلی معمول کی اخباری خبروں پر تحریک التوائے کار اور سوال و جواب اسمبلیوں میں جمع کرواتی رہتی ہیں جن میں سے 60فیصد سے زائد بزنس اسمبلی کے فلور پر نہیں آپاتا مگر اس پر خواتین نے کبھی احتجاج نہیں کیا۔خواتین کی اجلاسوں کے دوران اسمبلی میں حاضری کی حد تک کارکردگی اچھی ہے جسے فافن نے بھی سراہا ہے مگر محض اچھی حاضری کافی نہیں،خواتین کو اپنی اپنی جماعتوں کی لیڈرشپ کی خوشامد اور آئندہ الیکشن میں نام فہرست میں ڈلوانے کی تگ و دو سے باہر نکلنا ہوگا اور خواتین کے حقوق کے تحفظ کیلئے ڈٹ کر کھڑا ہونا ہوگا چاہے وہ حکومت کی پالیسی ہو یا کسی ادارے یا محکمے کا استحصالی اور غیر ذمہ دارانہ رویہ۔ یہاں اس بات کی نشاندہی ناگزیر ہے کہ الیکشن کمیشن کی عدم دلچسپی کے باعث ایک کروڑ 21 لاکھ خواتین ووٹ کے حق سے محروم کر دی گئیں، پنجاب میں 67 لاکھ، سندھ میں 22 لاکھ، خیبرپختونخوا میں 20 لاکھ، بلوچستان میں 5 لاکھ، فاٹا میں 5 لاکھ، اسلام آباد میں 52 ہزار خواتین کا نام ووٹر لسٹوں میں درج نہیں ہو سکا یہ خواتین کے سیاسی کردار کو محدود کرنے کا ایک گھناؤنا اقدام ہے، اس پر پارٹی وابستگیوں سے بالا ہو کر خواتین اراکین اسمبلی کو احتجاج کرنا چاہیے۔الیکشن کمیشن کی باز پرس ہونی چاہیے کہ اتنی بڑی تعداد میں خواتین کو ووٹ کے استعمال کے آئینی حق سے محروم کیوں کیا گیا۔

انسانی کائنات عورت کے دم سے آباد ھوئی

ارکانِ حج کی تشکیل و تکمیل بھی خاتون کی مرہونِ منت ہے

قرآن پاک میں دو سورتوں کے نام خواتین کے نام پر ہیں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا اسلام میں خواتین کی تکریم و اہمیت پر خصوصی خطاب

رپورٹ: نازیہ عبدالستار

انسانی کائنات کرّۂ ارضی پر مرد کی وجہ سے نہیں بلکہ عورت کی وجہ سے آباد ہوئی ہے اگر حضرت حوا نہ ہوتیں تو آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر نہ آتے انسانی نسل جنت میں رہنے کو ترجیح دیتے اور نسل انسانی کو فروغ نہ ملتا۔ پس اس دنیائے انسانیت کی آبادی کا سارا سہرا خاتون کو جاتا ہے۔

اگر ہم آقا علیہ السلام کی بعثت سے قبل کی تاریخ دیکھیں تو اُن میں بھی خواتین کا نمایاں ذکر موجود ہے۔ مثلاً

☆ سیدنا نوح علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں سورہ ہود میں آتا ہے۔ جب کفر، ظلم اور حق کا انکار بہت بڑھ گیا تو اللہ رب العزت نے نوح علیہ السلام سے فرمایا: ایک کشتی تیار کرو جب کشتی تیار ہوگئی تو سوال ہوا کہ اب اس میں کون سوار ہوں گے؟

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ.

ہم نے فرمایا: (اے نوح!) اس کشتی میں ہر جنس میں سے (نر اور مادہ) دو عدد پر مشتمل جوڑا سوار کرلو۔ (ھود، ۱۱: ۴۰)

یعنی فرمایا سارے جوڑے برابری کے ساتھ اس میں سوار کرائیں اور لے کے چلیں گویا جو پہلا سفر خیر کے لیے ہوا۔ تفاسیر میں آتا ہے کہ جانور الگ تھے، 40 مردوں اور 40 عورتیں کل 80 افراد اُس کشتی میں شامل ہوئے۔ اسلام کی صحیح تعلیم بھی یہی ہے کہ نر و مادہ کی برابر شمولیت ہونی چاہیے کیونکہ سوسائٹی اس کے بغیر زندہ بھی نہیں رہ سکتی۔

☆ اسی طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ مسلمان حج پر جاتے ہیں صفا مروہ کی سعی کرتے ہیں جس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ ارکانِ حج کی تشکیل و تکمیل بھی خاتون کی مرہون منت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون خاتون ہے؟ جواب ہے کہ وہ حضرت سیدہ ہاجرہؓ ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں اور ان کے معصوم بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ ریگستان میں چھوڑ گئے۔ جہاں نہ پانی نہ کوئی سایہ اور نہ کھانے پینے کا سامان تھا۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ. (ابراهيم، ۱۴: ۳۷)

اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی اولاد (اسماعیل ﷺ) کو (مکہ کی) بے آب و گیاہ وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسا دیا ہے۔

میں یہاں حضرت ہاجرہؓ و حضرت اسماعیلؑ آباد ہوئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام تو تب معصوم بچے تھے حضرت ہاجرہؓ نے شہر مکہ آباد کروایا۔ مکہ شہر جس میں کعبۃ اللہ بنا اس شہر کی آبادی کا سہرا بھی خاتون کو حاصل ہے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیاس لگی تو حضرت ہاجرہؓ نے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ دو پہاڑیوں پر سات چکر لگائے اُن کا چکر طواف کے بعد حج کا رکن سعی بن گیا۔ اب حاجی سعی صرف حضرت حاجرہؓ کی دوڑنے کی سنت پوری کرنے کے لیے کرتے

ہیں۔ اللہ رب العزت نے اُس ایک خاتون مقدس کے اس ایک عمل کو اتنا محفوظ کیا کہ اُس کو حج کا حصہ بنا دیا اس رکن کے بغیر کبھی حج کی تکمیل نہیں ہوتی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: کہ یہ بھی احسان ہے ہماری ماں ہاجرہؓ کا اگر وہ پانی کے چشمے کو زَم زَم نہ کہتیں تو پانی چلتا رہتا اور ساری زمین پانی سے بھر جاتی گویا جزیرۂ عرب اور انسانوں کو اُس پانی میں ڈوبنے سے بچایا بھی خاتون نے ہے وہ چشمہ بن گیا۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید کی سورہ ہود میں آتا ہے۔ ملائکہ حضرت لوط کی قوم پر اُن کی نافرمانیوں کی وجہ سے عذاب کے لیے آئے۔ اور قرآن مجید میں آتا ہے:

وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً. (هود، ١١ : ٧٠)

اور (اپنے) دل میں ان سے کچھ خوف محسوس کرنے لگے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابتداً سمجھے کہ شاید میری قوم کے لیے آئے ہیں۔ تو آپ کو بشری تقاضوں کے پیش نظر تھوڑا سا خوف محسوس ہوا۔ فرشتوں نے کہا گھبرائیں نہیں ہم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لیے آئے ہیں۔ قرآن مجید کہتا ہے:

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ. (هود، ١١ : ٧١)

اور ان کی اہلیہ (سارہ پاس ہی) کھڑی تھیں تو وہ ہنس پڑیں۔

اُس موقع پر فرشتوں کا آنا، عذاب کی بات سننا یہ ساری چیزیں ایک خوف کی کیفیت پیدا کرتی ہیں مگر حضرت سارہؓ کی جوانمردی، جرات مندی، کردار کی مضبوطی دیکھئے کہ وہ اُس حالت میں بھی ہنس رہی ہیں یہ اُن کی جرات ہے۔ اسی طرح انہیں فرشتے نے بشارت دی کہ آپ کا بیٹا اسحاق علیہ السلام ہوگا اور اُن کا بیٹا یعقوب علیہ السلام ہوگا۔

اب اگر قرآن مجید کے اس مقام کو یوں دیکھا جائے تو بیٹا ماں اور باپ دونوں کا ہی ہے لیکن اللہ رب العزت مبارکباد باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کو نہیں دے رہا وہ حضرت سارہ (خاتون) کو دے رہے ہیں جس کا مقصود ان کے وجود کو متعارف کروانا تھا۔

قرآن مجید کا یہ جو اسلوب ہے کہ بشارت شوہر کو نہیں دی بلکہ بیوی کو دی ہے، اس کے پیچھے ایک پاکیزہ خیال ہوتا ہے کہ اُس امت میں خواتین کی اس حیثیت کا اعتراف کیا جائے قرآن کے مطابق خاتون کا یہ کردار اگر آج بھی اسی طرح ادا ہو تو یہ پیغمبرانہ سنت ہے۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والدِ گرامی کا نام تھا موسیٰ بن عمران اور والدہ کا نام یَخَابَضْ / یُخَابَضْ آیا ہے۔ جب بچپن میں خطرہ ہوا کہ فرعون حضرت موسیٰ ؑ کو قتل کروا دے گا تو اللہ رب العزت نے اس مقام پر خطاب باپ کو نہیں کیا بلکہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو کیا۔ جس سے ذہن اس طرف جاتا ہے کہ اللہ پاک نے والدہ کے مقام کو اہمیت دی اور فرمایا:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰى. (القصص، ٢٨ : ٧)

اور ہم نے موسیٰ (ؑ) کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو پیغام بھیجا کہ گھبرائیں نہیں آپ دودھ پلاتی رہیں اور جب آپ کو خطرہ محسوس ہو کہ فرعون کو پتہ چل گیا ہے تو پھر آپ موسیٰ ؑ کو صندوق میں ڈال کے دریائے نیل میں ڈال دینا۔

فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ.

انہیں دریا میں ڈال دینا اور نہ تم (اس صورتحال سے) خوفزدہ ہونا اور نہ رنجیدہ ہونا۔ (القصص، ۲۸: ۷)

یہاں اس ایک مقام پر تین خواتین کے کردار کا ذکر ہے اور کسی مرد کا ذکر نہیں ہے۔

۱۔ پہلا کردار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ہے۔

۲۔ دوسرا کردار فرعون کی زوجہ (حضرت آسیہ بنت مزاحم) کا ہے۔

جب صندوق محل کے قریب پہنچا تو یہاں قرآن مجید میں فرعون کا ذکر نہیں آیا بلکہ حضرت آسیہؓ کا آیا۔

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ. (القصص، ٢٨ : ٩)

اور فرعون کی بیوی نے (موسیٰ ؑ کو دیکھ کر) کہا کہ (یہ بچہ) میری اور تیری آنکھ کے لیے ٹھنڈک ہے۔

یہاں فرعون اور آسیہؓ کے درمیان مکالمہ میں سے خاتون کی بات کو بیان کیا گیا ہے یعنی عورت کے کردار کو نمایاں کر کے بتایا ہے۔ بیٹا گود میں ہے اور خاتون کہہ رہی ہے کہ شاید اس سے ہمیں فائدہ پہنچے، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔

تیسرا اہم کردار اسی مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کا ہے۔

آپ کی ہمشیرہ کا نام حضرت مریم تھا۔ یہ مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ نہیں۔

وَقَالَتۡ لِاُخۡتِهٖ قُصِّيۡهِ فَبَصُرَتۡ بِهٖ عَنۡ جُنُبٍ وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ○ (القصص، ۲۸: ۱۱)

اور (موسیٰ ﷺ کی والدہ نے) ان کی بہن سے کہا کہ (ان کا حال معلوم کرنے کے لیے) ان کے پیچھے جاؤ سو وہ انہیں دور سے دیکھتی رہی اور وہ لوگ (بالکل) بے خبر تھے○

یعنی حضرت موسیٰ کی والدہ نے اُن کی بہن کو کہا کہ تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ پیچھے اطراف سے چھپ چھپ کے دیکھتے رہنا، یہ بچہ دودھ کسی اور کا نہیں پیئے گا، جب وہ پریشان ہو جائیں کہ کسی کا دودھ نہیں پیتا اور تڑپیں۔ تم کہہ دینا کہ میں ایک خاتون تمہیں بتاتی ہوں شاید اُس کا دودھ پی لے تو اس کی ماں اس بہانے پہنچ جائے گی۔

بڑی عجب بات ہے کہ خواتین کے کردار کو قرآن نے کتنا اہم کیا ہے۔

☆ پھر حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر آتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کچھ عرصہ پناہ لینے کے لیے مصر سے گئے تو چشمے پہ پہنچے ہیں جہاں ہجوم تھا۔ جانوروں کو پانی پلایا جا رہا ہے اور لوگ پانی بھر بھر کے لے جا رہے ہیں وہاں بھی دو خواتین کا ذکر آیا ہے شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں کھڑی ہیں پانی بھرنے کے لیے۔ موسیٰ ﷺ ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ پانی کیوں نہیں بھرتیں؟ کہتی ہیں ہم اس ہجوم میں نہیں آتیں جب وہ فارغ ہو جائیں گے تو ہم بعد میں پانی بھر لیں گی پھر موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو پانی بھر کے دیا۔ پھر قرآن نے ذکر کیا ہے۔

وَوَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمُ امۡرَاَتَيۡنِ تَذُوۡدٰنِ.

اور ان سے الگ ایک جانب دو عورتیں دیکھیں جو (اپنی بکریوں کو) روکے ہوئے تھیں۔ (القصص، ۲۸: ۲۳)

وہاں بھی خاتون کا کردار ہے۔

☆ عیسیٰ علیہ السلام کے تو والد نہیں تھے لہٰذا پورا کردار اُن کی والدہ حضرت مریمؑ کا آتا ہے۔

قرآن مجید کی 114 سورتیں ہیں، اُن میں سے 2 سورتوں کے نام خاتون کے نام رکھے گئے ہیں ایک سورۃ النساء اور ایک سورۃ مریم۔ باقی رہ گئیں 112 ان میں سے ایک سورت بھی مرد کے نام پر نہیں رکھی گئی۔ ہاں سورۃ الانسان ہے۔ انسان تو سب کے لیے برابر ہے۔ عمران پیغمبر کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔ سورۃ الانبیاء بھی ہے۔ نبی کو مستثنیٰ کر دیا۔ آل عمران فیملی کو کہتے ہیں جس میں بیٹے بیٹیاں سارے شامل ہیں۔ جبکہ اُس معاشرے میں قرآن نازل ہوا جہاں خواتین کے مقام کو سمجھا ہی نہیں جاتا تھا۔ بچی پیدا ہوگئی تو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیتے تھے۔ عورت وراثت کا مال تھی اُس کے حقوق نہیں تھے، انسان نہیں تھی۔ برابری کا تصور نہیں تھا اُس کے لیے قانون نہیں تھے۔ یعنی ایسی سوسائٹی تھی جہاں ضرورت تھی کہ اللہ رب العزت حضور علیہ السلام پر جو وحی اتاریں اس عورت کی عزت، احترام اور کردار کو اتنا نمایاں کریں کہ سوسائٹی کی روایات تبدیل ہو جائیں۔ پھر عورت کو اللہ رب العزت نے اپنا کردار ادا کرنے میں برابری دی ہے۔

برابری تخلیقی وحدت کی شکل میں قرآن نے بیان کی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً. (النساء، : ۴: ۱)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔

غرض قرآن پاک کی رو سے خواتین کا کردار انبیاء کی جدوجہد میں اہم رہا ہے۔ اس کے برعکس ہمارے معاشرہ میں عورت کو صرف کھانا بنانے، بریانی، گوشت اور پلاؤ بنانے،

برتن دھونے، گھر کی دیکھ بھال، بچوں کے کپڑے استری کرنے اور سکول پہنچانے کے لیے رکھا ہوا ہے جبکہ یہ قرآن و حدیث نے کہیں عورت کے فرائض اور واجبات میں یہ چیزیں بیان نہیں کیں۔ عورت اگر یہ کام کرتی ہے تو مرد پر احسان کرتی ہے ورنہ وہ ان چیزوں کا خود ذمہ دار ہے۔ عورت کی شرعی ذمہ داریوں میں سے نہیں ہے۔ اس لیے جب آقا علیہ السلام ازدواجی زندگی میں ازواج مطہرات کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

قرآن مجید نے اس کے بعد ارشاد فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.

اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں۔ (البقرۃ،۲: ۲۲۸)

مغربی دنیا میں جو کام خواتین دفاتر میں کر رہی ہیں اتنا مرد نہیں کر رہے۔ جس جگہ جائیں عورت receptionist ملے گی۔ خاتون زیادہ بہتر طریقے سے مردوں کے مقابلے میں بزنس ڈیل کرتی ہے اس طرح کوئی بھی فیلڈ ہو وہ اپنی صلاحیتوں کو بروکار لاکر بہتر کارکردگی دکھاتی ہیں۔

قرآن مجید نے اس چیز کو کئی مقامات پہ بیان کیا۔ مثلاً کہا:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ. (الأحزاب، ۳۳: ۳۵)

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور مومن مَرد اور مومن عورتیں، اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، اور صدق والے مرد اور صدق والی عورتیں، اور صبر والے مرد اور صبر والی عورتیں، اور عاجزی والے مرد اور عاجزی والی عورتیں، اور صدقہ و خیرات کرنے والے مرد اور صدقہ و خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں۔

اللہ تعالیٰ نے سارے مقام اس ایک آیت میں اکٹھے بیان کر دیئے ہیں اور ہر کردار میں قرآن نے مرد و عورت کو جوڑے کے طور پہ پوری آیت میں بیان کیا ہے جو یہ متعین کرتا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ چاہتے ہیں کہ کس طرح عورت برابری کی سطح پر سوسائٹی میں اپنا کردار ادا کرے۔

جب حضور علیہ السلام پر درج ذیل وحی اتری تو لامحالہ گھر میں ہی بیٹھے ہوتے تھے خواہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ، کا ہے یا آپ ؐ کی کسی اور زوجہ کا۔ قرآن مجید خواتین کے مقام کو بیان کرتا ہے:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللهِ وَالْحِكْمَةِ. (الأحزاب، ۳۳: ۳۴)

اور تم اللہ کی آیتوں کو اور (رسول ﷺ کی) سنت و حکمت کو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے یاد رکھا کرو۔

درج بالا آیت میں وحی حضور ﷺ پہ اتری ہے اور ذکر کیا جا رہا ہے خواتین (ازواج مطہرات) کا کہ جو تمہارے گھروں میں پیغام آئے ہیں اُن کو یاد کرو یعنی حضور علیہ السلام کے گھروں کو اُن کی ازواج کے ساتھ نسبت دے کر اُن کے مقام کو اہمیت دی۔

اللہ تعالیٰ نے امت کی جتنی فضیلتیں بیان کیں اُس میں مرد اور عورت برابری کے ساتھ شامل ہیں۔ اس کی دلیلیں دو ہیں۔ ایک وہ فضائل جو امت کے ہیں تو امت صرف مردوں کی ہی نہیں ہے عورتوں کی بھی ہے۔ اور دوسرا فرمایا:

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ.

اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

ایمان عورتوں پر بھی اسی طرح فرض ہے جیسے مردوں پر ہے۔ گویا تمام فضائل جو امت کے آئے عورتیں اُن کے ساتھ اُسی طرح بہرہ یاب ہیں جس طرح مرد ہوئے۔ اس طرح قرآن نے کہا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ.

اور اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ (التوبۃ، ۹: ۷۱)

گویا سوسائٹی باہمی تعلق سے چلتی ہے، اُس میں فرمایا: مرد اور عورتیں برابر باہمی تعاون کے ساتھ اس امت کے فرائض کو ادا کرنے والے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ میں جو پہلی شہادت ہوئی وہ حضرت سمیہؓ کی ہے جب آقا علیہ السلام نے عقبہ میں بیعت کی۔ ہجرت مدینہ سے

پہلے جو وفد آیا جن کو trainer بنا کے بھیجا تا کہ مدینہ کی فضا ہموار کریں اُس وفد میں بھی خواتین شامل تھیں جو آقا علیہ السلام سے بیعت کر کے تعلیم لے کر گئیں۔

جب جہاد ہوتے تو اس جدوجہد میں عورتیں شریک ہوتیں۔ سفر و حضر میں عورتیں شریک ہوتیں۔ مسجد نبوی اُس وقت ہر قسم کی سرگرمیوں کا ہیڈکوارٹر تھی اور رات دن اس کا دروازہ خواتین کے لیے کھلا رہتا اور آقا علیہ السلام نے فرمایا: خبردار! کوئی شخص خواتین کو میرے اس مرکز پر آنے سے منع نہ کرے۔

حضور علیہ السلام تعلیم دیتے تو صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی بیٹھتی تھیں۔ نماز پڑھتے تو خواتین شریک ہوتیں۔ صفوں میں چھوٹے بچے پیچھے بیٹھے ہوتے۔ کسی چھوٹے بچے کے رونے کی آواز آتی تو حضور علیہ السلام نماز کو مختصر کر دیتے تھے کہ اُس کے رونے سے اس کی ماں کا دل دکھ رہا ہوگا۔ ہر معاملات میں خواتین کا پورا ایک کردار ہوتا۔ خواتین جہاد پر جاتیں تو سکیورٹی کی ڈیوٹی دیتیں احد، خندق اور بدر میں مریضوں کی تیمارداری کرتیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں، حنین اور احد میں حضور علیہ السلام کا دفاع کر رہی تھیں۔

اور تعلیم کے اعتبار سے بھی پھر وہ اپنا کردار ادا کرتیں۔ جب حضور علیہ السلام کی احادیث آگے پہنچائیں تو اُن میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے 2200 سے زیادہ آپ کی مرویات تھیں اور 100 صحابہ کے قریب آپ کے شاگرد ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت جویریہؓ اور حضرت سوداؓ نے علم کو آگے پہنچایا۔ 700 سے زیادہ صحابیات ہیں جنہوں نے سنت نبویﷺ کو امت تک پہنچایا۔ بخاری اور مسلم سمیت کئی احادیث کی کتب میں ان کی مرویات شامل ہیں۔

آگے صحابیات کے بعد تابعات میں عمرہ بنت عبدالرحمٰنؒ، ام علی تقیہؒ، ام محمد زینبؒ، خلدیہ بنت جعفرؒ الغرض ایک طویل فہرست ہے۔ امام عسقلانیؒ کہتے ہیں: امام بخاری کی اسانید میں اُن کی شیخ خواتین ہیں۔ ابوداؤد اور ترمذی میں خاتون شیخ سے سندیں لی ہیں۔ حضرت سیدہ نفیسہؒ مصر میں محدثہ تھیں۔ امام شافعیؒ دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر اُن کا درس حدیث سن کے نوٹس لیتے تھے اور بڑی بڑی خواتین عمر بھر سفر کرتی تھیں اور ہزاروں مرد علماء، محدثین، فقہاء کئی محدثہ خواتین کی مجالس میں شریک ہو کے علم لیتے۔ 80 خواتین امام ابن عساکر کی استاذ ہیں جن سے یونیورسٹیز آباد تھیں یہ ہزار سال پہلے کی تاریخ ہے۔ اسلام چلا ہی اس طریق سے تھا۔ حضور علیہ السلام نے مدینہ پہنچ کر تعلیم کا جب نظام وضع کیا تو لکھنے اور پڑھنے کے لیے استاد مقرر کیے۔ بلازری ایک تاریخ دان ہے وہ لکھتے ہیں کہ مرد 50% اور عورتیں 50% تھیں جن کے لیے آقا علیہ السلام نے پڑھانے اور لکھانے کا بندوبست کیا تھا۔

اسلام کی تاریخ حضور علیہ السلام کے دور میں برابری کے تصور سے شروع ہوئی تھی۔ عورتوں کے حلقات تھے۔ اور وہ اسلام کے کلچر، تعلیم، سائنسی ایجادات اور روحانیت کو فروغ دینے میں برابر حصہ لیتی رہی ہیں اور ذمہ داریاں حضور علیہ السلام نے مقرر کی تھیں۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے دفاتر قائم کیے۔ خواتین ان کی انچارج تھیں وہ رپورٹ دیتی تھیں۔ اس کے علاوہ پارلیمنٹ کی ممبر تھیں۔ سیدنا عمر فاروقؓ ایک قانون لانے لگے کہ مہر کی حد متعین کر دیں تو خاتون نے کہا: اے امیر المومنین! قرآن نے اس کی حد متعین نہیں کی۔ آپ کون ہوتے ہیں کرنے والے۔ حضرت عمرؓ نے اپنا بل واپس لے لیا۔ اور کہا:

أصابت امرأة وأخطأ عمر.

(قرطبی، تفسیر، ۵: ۹۹)

عمر خطا کھا گیا اور عورت صحیح نتیجے پر پہنچی۔

مغربی دنیا پچھلی صدی تک عورت کو ووٹ کا حق نہیں دیتی تھی جبکہ 1400 سال قبل مدینہ میں عورتیں پارلیمنٹ کی ممبر تھیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ آج خواتین اسی طرح اپنا تاریخی کردار ادا کریں، لیڈر بنیں تا کہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اگلی نسلوں کو سنوارنے میں پہلے سے بھی بہتر کردار ادا کر سکیں۔

☆☆☆☆☆

نان ونفقہ کا حق، حقِ مہر کا تقرر، حقِ خلع، اظہار رائے کا حق

اسلام نے ناموسِ نسواں کی اہمیت کو اجاگر کیا

اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے وہ حقوق مغربی عورت کو آج بھی پوری طرح حاصل نہیں ہوئے

خواتین کے عالمی دن کے موقع پر خصوصی تحریر

تحریر
ام حبیبہ

عصر حاضر میں عورت کی حیثیت سے متعلق معاشرہ اس ابہام کا شکار ہے کہ اسلام میں عورت کی حیثیت بہت زیادہ نہیں ہے خصوصاً مغربی معاشرہ یہ باور کروانے میں مصروف ہے کہ اسلام عورت کو چار دیواری میں قید کرکے رکھنا چاہتا ہے اور اس نظریے کا پرچار وہ آج کل میڈیا کے ذریعے بھرپور انداز میں کر رہا ہے۔ بدقسمتی سے کچھ کم فہم لوگ اس نظریے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اسلام کے عورت کے بارے میں نظریات کو دقیانوسی قرار دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اسلام سے قبل کے معاشروں کو اُٹھالیں وہی معاشرے جو آج سب سے زیادہ عورتوں کے حقوق کی بات کر رہے ہیں خود اُن کے ماضی میں عورت کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا ہے چاہے وہ یونان ہو روم ہو، یورپ ہو یا ہندوستان ہو کس معاشرہ نے عورت کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ رکھا اسلام کے آنے سے پہلے دنیا نے عورت کو ایک غیر مفید بلکہ مختلف تمدن عنصر سمجھ کر میدان عمل سے ہٹا دیا تھا اور اسے پستی کے ایک غار میں پھینک دیا تھا جس کے بعد اس کے ارتقا کی کوئی توقع نہ تھی اسلام نے دنیا کی اس روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا اور بتایا کہ زندگی، مرد اور عورت دونوں کی محتاج ہے عورت اس لیے نہیں پیدا کی گئی کہ اسے دھتکار دیا جائے اور شاہراہ حیات سے کانٹے کی طرح ہٹا دیا جائے کیونکہ جس طرح مرد اپنا مقصد وجود رکھتا ہے اس طرح عورت کی تخلیق کی بھی ایک غایت ہے اور قدرت ان دونوں اصناف کے ذریعہ مطلوبہ مقاصد کی تکمیل کر رہی ہے۔(عمری، (2009ء)،ص:65)

اسلام میں عورت کی حیثیت سے متعلق ڈاکٹر محمد طاہر القادری لکھتے ہیں۔

اسلام کی آمد عورت کے لیے غلامی، ذلت اور ظلم واستحصال کے بعد حصول آزادی کا پیغام تھی۔ اسلام نے ان تمام قبیح رسوم کا قلع قمع کر دیا جو عورت کے انسانی وقار کے منافی تھیں اور عورت کو وہ حقوق عطا کیے جس سے وہ معاشرے میں اس عزت وتکریم کی مستحق قرار پائی جس کے مستحق مرد ہیں۔ (قادری، (2009ء)، اسلام میں انسانی حقوق،ص:365)

اسی طرح ظفیر الدین لکھتے ہیں:

اعتدال کے فطری نکتہ پر اسلام نے انسانوں کو لا کر کھڑا کر دیا جس کا جو حق تھا وہی اس کو دیا گیا ظلم وستم کی چکیوں میں پسنے والی صنف نازک (عورت) کو بھی پوری قوت کے ساتھ اسلام نے اپنے دامن حمایت کے سایہ میں لیا ناموس نسواں کی قدروقیمت کے سوال کو زندہ کیا گیا اس راہ میں کسی قسم کی چشم پوشی روانہ رکھی گئی۔(ظفیر الدین، (۱۴۱۳ھ) اسلام کا نظام عفت وعصمت ،ص:۴۴)

بلاشبہ اسلام نے عورت کو وہ حقوق دیئے جو مغرب میں عورت آج بھی پوری طرح حاصل نہیں کر سکی مگر ان تمام جامع حقوق کے باوجود آج اسلام کے بارے میں تصور کیا جاتا ہے کہ وہ عورت کو بنیادی حقوق دینے سے قاصر ہے اور عورت کو جہالت کے اندھیروں میں دھکیل رہا ہے افسوس کا مقام کہ

جس اسلام نے پہلی مرتبہ عورتوں کو حقوق سے روشناس کروایا آج اس الزام کی زد میں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ معاشرے کے اتار چڑھاو میں جہاں طبقاتی تقسیم آئی اور اسلام کے ساتھ دیگر تہذیبوں کا ارتباط ہوا وہیں عورت کو پھر سے معاشرتی حقوق سے محروم کر دیا گیا مگر پھر بھی اسلامی شریعت میں عورت کے جو حقوق مقرر کر دیئے گئے انہیں کوئی تبدیل نہیں کر سکا۔ آج دیگر مذاہب کی طرح اسلام بھی آزادی نسواں (Feminism) کے نعرہ کی زد میں ہے آزادی نسواں کی گونج دیگر ممالک کی طرح پاکستانی معاشرہ میں بھی سنائی دی گئی جس کا محرک اگرچہ کہیں نہ کہیں پاکستانی معاشرے میں موجود رسوم و رواج بھی ہیں جو عورت کو اس کے جائز حقوق جو اسلام نے متعین کیے تھے فراہم کرنے کے لیے موثر حکمت عملی وضع نہیں کر سکے یہی وجہ ہے کہ خواتین کی قرآن پاک سے شادی، کاروکاری جیسے قوانین کے ہوتے ہوئے پاکستانی عورت کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ظلم کی چکی میں پس رہی ہے۔

جبکہ اگر ہم اسلام میں حقوق نسواں پر نظر ڈالیں تو جس طرح اسلام نے عورت کی شخصیت کو Empowered کیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اسلام نے عورت کی سماجی، معاشی، سیاسی حیثیت کا تعین کیا لہذا اسلام کے عورت سے متعلق نظریات کو دقیانوسی قرار دینا سراسر غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے چودہ سو سال قبل عورت کو انفرادی و اجتماعی حقوق میں آزادی دی وہ مغربی معاشرہ آج تک دینے سے قاصر ہے مثلاً خواتین کو انتخابات میں مردوں کے برابر حق رائے دہی نیوزی لینڈ نے 1893ء، فن لینڈ میں 1906ء، ناروے 1917ء جبکہ برطانیہ میں 1928ء میں ملا (انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا) جبکہ اسلام نے یہ حق 14 سو سال قبل دیا۔ اسلام نے عورت کے انفرادی و اجتماعی سطح پر حقوق متعین کئے اور ان حقوق میں اسے تصرف کی مکمل آزادی دی کہ وہ جیسے چاہے اپنا حق استعمال کرے درحقیقت یہ اس کی حقیقی آزادی ہے اسلام نے درج ذیل حقوق کی صورت میں عورت کو آزادی دی۔

1۔ازدواجی زندگی میں آزادی

اسلام نے ازدواجی زندگی میں عورت کو درج ذیل حقوق فراہم کیے۔:

(i) نکاح کے فیصلہ کی آزادی:

شادی کے فیصلہ میں بھی اسلام نے عورت کو آزادی دی کہ اگر وہ رضا مند نہ ہو تو ولی اسکی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتا اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری لکھتے ہیں۔

بالغ خاتون کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر ولی نے اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کیا ہو تو عدم رضا کی بنا پر اسے اس نکاح کو تسلیم نہ کرنے اور باطل قرار دینے کا اختیار حاصل ہے۔(قادری، (2004ء)، ص:392)

(ii) نان ونفقہ کا حق:

اسلام نے عورت کو نکاح کے ساتھ جو حق دیا وہ مرد کے ذمے عورت کا نان ونفقہ بھی ہے، مرد کو عورت کی جملہ ضروریات پوری کرنے کیلئے کفیل بنایا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر مرد کو عورت کے حقوق پورے کرنے کا حکم دیا اور مرد کو عورت پر فضیلت دی۔

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا! عورت کا خاوند پر کیا حق ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو خود کھائے تو اُسے بھی کھلائے، جو خود پہنے تو اسے بھی پہنائے، اس کے منہ پر نہ مارے اُسے برا نہ کہے اور گھر کے علاوہ تنہا نہ چھوڑے۔''

(ابن ماجہ، (2008ء)، سنن ابن ماجہ، 1:593، رقم الحدیث:185)

(iii) حق مہر کا تقرر:

مہر کا حق اگرچہ کسی نہ کسی صورت میں دیگر سامی مذاہب میں بھی موجود ہے مگر اسلام نے اس کی اہمیت کو مزید اُجاگر کر دیا ایک طرف عورت شادی کے بعد اپنے خرچے سے بے پروا ہو جاتی ہے کیونکہ اب یہ اُسکے شوہر کے ذمے ہے کہ وہ کما کر اس کی ضروریات پوری کرے دوسری طرف مہر کی صورت میں ایک ایسا حق عورت کو دے دیا کہ اس صورت میں ملنے والے مال پر عورت اختیار رکھتی ہے وہ اس کی ملکیت میں ہوتا ہے اور مرد کے ذمے ادا کرنا لازم ہوتا ہے پھر اس حق میں مزید خوبصورتی یہ عطا کی کہ اگر شوہر بیوی کو طلاق دے دے تب بھی وہ مہر جو وہ

ادا کر چکا ہے واپس نہیں لے سکتا اس سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً ؕ فَاِنۡ طِبۡنَ لَكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓـئًا مَّرِیۡٓـئًا. (النساء ۴:۴)

" اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کیا کرو، پھر اگر وہ اس (مہر) میں سے کچھ تمہارے لئے اپنی خوشی سے چھوڑ دیں تو تب اسے (اپنے لئے) سازگار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ۔"

(iv) حق خلع کی صورت میں آزادی:

اسلام نے جہاں عورت کو نکاح جیسے مقدس بندھن کا حق دیا وہیں مردوں کے مساوی یہ حق بھی دیا کہ اگر وہ شوہر کو ناپسند کرتی ہو یا شوہر اُس پر ظلم وستم کرتا ہو یا وہ اپنے شوہر کی بداخلاقی سے تنگ ہو تو وہ شوہر سے خلع لے سکتی ہے جبکہ اس صورت میں عورت کو اپنا حق مہر جو شوہر کے ذمے ہے معاف کرنا ہوتا ہے یا واپس کرنا ہوتا ہے۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس کی اہلیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! میں کسی بات پر ثابت بن قیس سے ناخوش نہیں ہوں، نہ ان کے اخلاق سے اور نہ ان کے دین سے، لیکن میں اسلام میں احسان فراموش بننا ناپسند کرتی ہوں۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم ان کا باغ واپس دینا چاہتی ہو؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کا باغ دیدو اور ان سے طلاق لے لو۔''

(بخاری، (2010ء)، الصحیح، کتاب الطلاق، باب الخلع ج:۵،ص:2012، رقم: 4971)

2۔عزت نفس کے تحفظ کی آزادی:

عزت نفس کا تحفظ ہر انسان کا بنیادی حق ہے آج UNO اپنے چارٹر کے ذریعے کسی دوسرے کی عزت نفس مجروح کرنے سے منع کر رہا ہے جبکہ اسلام نے آج سے کئی سو سال قبل یہ حق مرد وعورت دونوں کو عطا کر دیا تھا۔ عورت کی عزت نفس کے تحفظ کو اسلام نے یقینی بنایا مردوں کو عورت پر ظلم وستم کرنے اور انہیں بُرا بھلا کہنے سے منع کیا کہ کہیں اُن کی عزت نفس کو ٹھیس نہ پہنچے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَّلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوۡٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَمَآ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ الۡكِتٰبِ وَالۡحِكۡمَةِ يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ. (البقرہ،۲:۲۳۱)

'' اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت (پوری ہونے) کو آپہنچیں تو انہیں اچھے طریقے سے (اپنی زوجیت میں) روک لو یا انہیں اچھے طریقے سے چھوڑ دو، اور انہیں محض تکلیف دینے کے لئے نہ روکے رکھو کہ (ان پر) زیادتی کرتے رہو، اور جو کوئی ایسا کرے پس اس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا، اور اللہ کے احکام کو مذاق نہ بنا لو، اور یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر (کی گئی) ہے اور اس کتاب کو جو اس نے تم پر نازل فرمائی ہے اور دانائی (کی باتوں) کو (جن کی اس نے تمہیں تعلیم دی ہے) وہ تمہیں (اس امر کی) نصیحت فرماتا ہے، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔''

3۔انفرادی آزادی کا حق:

اسلام نے عورت کو انفرادی سطح پر بھی آزادی کا حق دیا ہے جس کے تحت وہ اپنی زندگی کے کچھ معاملات کو اپنی مرضی کے مطابق چلاسکتی ہے اسلام نے انفرادی سطح پر عورت کو درج ذیل حقوق عطا کیے۔

(i) حق تعلیم وتربیت میں آزادی:

اسلام میں عورت کو مرد کے برابر تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔''حضرت ابوسعید خدریؓ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ خواتین نے نبی اکرمﷺ سے عرض کیا کہ آپ کے اوپر مرد غالب ہو گئے ہیں آپ اپنی طرف سے ہمارے لیے ایک دن مقرر کردیں۔ آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا جس دن میں آپ نے ان سے ملاقات کی، ان کو نصیحت کی اور ان کو (کچھ اعمال کا) حکم دیا اور آپ نے ان سے جو کچھ فرمایا اس میں یہ بھی ارشاد تھا تم میں سے جو

عورت بھی اپنے تین بچوں کو پہلے بھیج دے گی وہ اس کیلئے دوزخ کی آگ سے حجاب ہو جائیں گے ایک خاتون نے کہا اور دو آپ نے فرمایا اور دو بھی۔"

بخاری، (2010ء)، الصحیح، کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء یوم، ص:101-100، رقم:101)

معاشرے میں افراد کے اچھے یا برے ہونے کا تعلق بھی عورت کی تعلیم و تربیت سے جڑا ہے ایک پڑھی لکھی ماں ہی اپنے بچوں کو معاشرے کا مفید رکن بنا سکتی ہے۔

اسی لیے اسلام کے آغاز سے ہی عورتوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی عہد رسالت میں بہت سی صحابیات ایسی تھیں جو حضور اکرمﷺ سے تعلیم و تربیت حاصل کرتیں اور صحابہ کرام کی طرح احادیث بھی روایت کرتی تھیں چند درج ذیل ہیں۔

اُم حکیم:

یہ سلیم بن عمرو بن احوص کی والدہ ہیں۔ اسلام لائیں شرف بیعت حاصل کیا اور ان سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں۔ (البصری، محمد بن سعد ابو عبد اللہ (2003ء)، طبقات ابن سعد، ص:۲۵۷)، کراچی دارالاشاعت)

سرا بنت نبھان غنویہ:

یہ بھی اسلام لائیں اور حضور اکرمﷺ سے کچھ احادیث مبارکہ روایت کرتی ہیں۔

ازواج مطہرات کے علاوہ صحابیات میں بھی علم کا ذوق بہت زیادہ تھا اور حضور اکرمﷺ سے مسائل کا حل دریافت کرتی تھیں۔

اُم ساع نامی خاتون نے حضور اکرمﷺ سے پوچھا یارسول اللہﷺ کیا ہم اپنی اولاد کی طرف سے عقیقہ کریں فرمایا، ہاں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ (البصری، (2003ء)، ص:529-527)

(ii) تجارت کی آزادی:

اسلام صرف خواتین کیلئے تعلیم و تربیت کے مواقع ہی فراہم نہیں کرتا بلکہ مسلمان خواتین عہد نبویﷺ اور بعدازاں تجارت بھی کرتی رہیں ہیں۔

ربیع بنت معوذ بن عفرا سے مروی ہے کہ میں عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں انصاری عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ابوجہل کی ماں اسما بنت مخربہ کے پاس گئی ان کے بیٹے عبد اللہ بن ابی ربیعہ ان کیلئے یمن سے عطر بھیجا کرتے تھے اور اس کو فروخت کر دیا کرتی تھیں۔ ہم بھی ان سے عطر خریدا کرتے تھے بہر حال جب انہوں نے میری شیشی میں عطر ڈالا اور دوسری عورتوں کی طرح اس کا بھی وزن کیا تو کہا اے عورتو! اپنے اوپر میرا حق لکھ لو۔ البصری، (2003ء)،522:4)

اسلام میں خواتین کی حیثیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ جو حضور اکرمﷺ کی زوجہ تھیں تجارت کرتی تھیں اور حضور اکرمﷺ انکا مال لیکر ملک شام گئے تھے اس کے بعد یہ سلسلہ خلفائے راشدین کے بعد تاریخ اسلام میں جاری رہا۔ اسلام نے کبھی خواتین کی حوصلہ شکنی نہیں کی انہیں بھی روزگار کے مواقع ویسے ہی میسر ہیں جیسے مردوں کو ہاں حدود کا تعین ضرور کر دیا تاکہ بہت سی برائیوں سے محفوظ رہا جا سکے۔

عہد رسالت مآبﷺ میں ریطہ بنت عبد اللہ جو کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی زوجہ تھیں ایک صنعت گر خاتون تھیں ایک دن عرض کیا یارسول اللہﷺ میں ایک صنعت گر عورت ہوں اور اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں فروخت کرتی ہوں۔ میرے شوہر اور میری اولاد کے پاس کچھ بھی نہیں ہے یہ اصل میں پوچھ رہی تھیں کہ میں اپنے شوہر اور بچوں پر اپنے مال میں سے خرچ کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم ان پر خرچ کرو گی تمہیں اجر ملے گا۔

(البصری، (2003ء)، 516:4)

غرض عہد رسالت میں ہی خواتین خود مختاری سے مال کما سکتی تھیں۔

4۔ عورت کو سیاسی حقوق میں آزادی:

اسلام نے خواتین کی تعلیم و تربیت پر ہی زور نہیں دیا بلکہ اپنے وجود کے ساتھ ہی اسلام نے ریاست کی تشکیل میں خواتین کو بھی شامل کیا تاریخ میں ایسی بہت سی خواتین کے

نام سر فہرست ہیں جنہوں نے تشکیل مملکت کیلئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

5۔ ریاست کے دفاع میں شرکت کا حق:

تاریخ اسلامی میں ایسی جنگجو خواتین کا ذکر بھی ملتا ہے جنہوں نے جنگی خدمات سرانجام دیں عہد رسالت مآبﷺ سے ہی اس کا آغاز ہو گیا جن میں حضرت اُم عمارہؓ کا نام سر فہرست ہے۔

(i) حضرت اُم عمارہؓ:

اُم عمارہ اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہوئیں یہ بیعت عقبہ والی رات بھی حاضر تھیں اور بیعت کا شرف بھی انکو حاصل ہے۔ غزوہ اُحد، حدیبیہ، خیبر، حنین، جنگ یمامہ میں شریک رہیں اور جنگ یمامہ میں ان کا ہاتھ کاٹا گیا، یہ نبی کریمﷺ سے کچھ احادیث بھی نقل کرتی ہیں۔

(البصری، (2003ء)،577:4)

(ii) حضرت اُم عطیہ انصاریہ:

یہ نبی کریمﷺ کے ساتھ بعض غزوات میں شریک رہیں حفصہ بنت سیرین اُم عطیہ سے نقل کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اکرمﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک رہی، میں مجاہدین کیلئے کھانا تیار کرتی، ان کے خیموں کی نگرانی کرتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور مریضوں کی دیکھ بھال کیا کرتی تھی۔

(البصری، (2003ء)، ص:603)

(iii) حضرت اُم ورقہ:

یہ عبد اللہ بن حارث کی بیٹی تھیں۔ اسلام لائیں اور شرف بیعت حاصل کیا اور حضور اکرمﷺ سے احادیث بھی نقل کرتی رہیں۔ ولید بن عبد اللہ بن جمیع اپنی دادی سے اور وہ اُم ورقہ سے نقل کرتی ہیں کہ رسول اکرمﷺ ان سے ملاقات کیلئے تشریف لایا کرتے تھے اور ان کو شہیدہ کے لفظ سے پکارتے تھے آپ نے انہیں حکم فرمایا تھا کہ اپنے گھر والوں کی نماز میں امامت کیا کرو۔(البصری، (2003ء)، 4: 348)

6۔ سیاسی معاملات میں مشاورت کا حق:

اسلام سے قبل عورت ظلم کی چکی میں پس رہی تھی اسلام نے عورت کے حقوق متعین کیے ساتھ ساتھ خواتین کی رائے کو سیاسی معاملات میں بھی تسلیم کیا جاتا اور اس عمل کی بنیاد حضور اکرمﷺ نے خود رکھی اس سلسلہ میں صلح حدیبیہ کا واقع کو دیکھا جائے تو جب حضور اکرمﷺ نے صحابہ کرام کو جو کہ کفار مکہ سے معاہدہ کے بعد مغموم تھے انہیں قربانی اور بال کٹوانے کا کہا تو صحابہ میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا آپ حجرے میں تشریف لے گئے اُس وقت حضرت اُم سلمہ سے مشورہ کیا یہاں سے سیاسی معاملات میں عورت کی رائے کا تسلیم کیا جانا ثابت ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ عمل خلفائے راشدین نے بھی جاری رکھا حضرت عمر فاروقؓ خواتین کی رائے کو بہت اہمیت دیتے تھے آپ کے وصال کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کی سربراہی میں بنائی گئی مجلس شوری کا ایک اجلاس بعض روایات میں فاطمہ بنت قیس فہریہ اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں منعقد ہوا تا کہ انکی رائے بھی لی جاسکے۔

7۔ انتظامی ذمہ داریوں پر تقرری کی آزادی:

اسلام نے خواتین کیلئے ایسے مواقع بھی فراہم کیے جس میں وہ ریاست کے انتظامی معاملات پر بھی ذمہ داریاں سرانجام دے سکتی تھیں حضرت عثمان غنیؓ کے دورِ خلافت میں جب حضرت اُم کلثوم بنت علیؓ نے بحیثیت قاصد ملکہ روم کو تحائف پیش کیے جواب میں ملکہ روم نے بھی حضرت اُم کلثوم بنت علیؓ کو تحائف پیش کئے تھے۔(طبری، ابن جریر،(1977ء)، تاریخ الامم والملوک، 315:3)

اس کے علاوہ جو خواتین غزوات میں شریک ہوئیں وہ مجاہدین کیلئے رہائش کھانے کا انتظام کرتی تھیں اس سلسلہ میں اُم عطیہ انصاریہؓ کا نام بھی ہے جو غزوات میں مجاہدین کیلئے کھانا تیار کرتی، ان کے خیموں کی نگرانی بھی کیا کرتی تھیں۔

(البصری، (2003ء)، 602:3)

8۔ رائے دہی میں آزادی

عورت کو رائے دہی کی آزادی بھی اُس وقت دی جب عورت کو دیگر مذاہب نے نہایت حقیر سمجھ لیا تھا حضور اکرم ﷺ نے عورت کے حق رائے دہی کی بنیاد رکھی اور جس طرح مردوں سے بیعت لی عورتوں سے بھی باقاعدہ بیعت لی گئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَـٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ شَيْـًۭٔا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَـٰدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَـٰنٍۢ يَفْتَرِينَهُۥ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِى مَعْرُوفٍۢ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُنَّ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌۭ رَّحِيمٌۭ. (الممتحنة، ۶۰:۱۲)

''اے نبی! جب آپ کی خدمت میں مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور چوری نہیں کریں گی اور بدکاری نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے کوئی جھوٹا بہتان گھڑ کرنہیں لائیں گی (یعنی اپنے شوہر کو دھوکہ دیتے ہوئے کسی غیر کے بچے کو اپنے پیٹ سے جنا ہوانہیں بتائیں گی) اور (کسی بھی) امرِ شریعت میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، تو آپ اُن سے بیعت لے لیا کریں اور اُن کے لیے اللہ سے بخشش طلب فرمائیں، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔''

حضور اکرم ﷺ کی اس سنت کو صحابہ کرام اور خصوصاً خلفائے راشدین نے بھی جاری رکھا حضرت عمر فاروقؓ کے بعد جب خلافت کا مسئلہ درپیش تھا تو حضرت علیؓ نے حضرت عثمان غنی کا نام لیا جبکہ حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت علیؓ کا نام لیا تو اس پر لوگوں سے ووٹنگ کروائی گئی۔

اس سلسلہ میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

پھر عبد الرحمٰن بن عوف ان دونوں کے بارے میں لوگوں سے رائے لینے لگے اور ان آراء کو جمع کرنے لگے آپ عام لوگوں سے بھی ملے، سرداروں اور ذی وجاہت لوگوں سے ملاقات کی، اجتماعی وانفرادی طور پر گفت وشنید کی ایک ایک دو دو سے ملے اعلانیہ اور خفیہ بات چیت بھی کی حتی کہ پردہ نشین عورتوں کے پاس بھی گئے اور اُن سے بھی پوچھا۔(ابن کثیر، عماد الدین، (2008ء)، تاریخ ابن کثیر،148)

یوں عورتوں کو بھی حق رائے دہی دیا گیا اس سے بڑھ کر حق کی مثال اور کیا ہوسکتی ہے۔

طب میں مسلم خواتین کا کردار:

آغاز اسلام کے ساتھ ہی مسلمانوں کو جس مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اُس سلسلہ میں غزوات بھی وقوع پذیر ہوئے جس میں زخمیوں کو بھی امداد مسلمان خواتین فراہم کرتی تھیں۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نہ صرف مسلم خواتین اُن غزوات میں شریک ہوتیں بلکہ انتظامی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ طبی ذمہ داریاں بھی سرانجام دیتی تھیں ان میں ایک خاتون کعیبہ تھیں جو کہ سعد اسلمیہ کی صاحبزادی ہیں ہجرت کے بعد اسلام لائیں یہی خاتون ہیں جو مسجد میں رہا کرتی تھیں اور بیماروں و زخمیوں کی دوا اور دیکھ بھال کا اہتمام کیا کرتی تھیں جب غزوہ خندق میں سعد بن معاذ کو تیر لگا تو وہ انہیں کی زیرنگرانی تھے۔

(البصری، طبقات ابن سعد، ۳:۷۱۵)

اسی طرح حضور اکرم ﷺ سے ایک روایت ہے ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں۔

حدثنا قتیبه بن سعد حدثنا بشر بن المفضل حدثنا خالدبن ذکوان عن الربیع بنتِ معوذ قالت لنا کنا نخزو مع رسول اللہ نسقی القوم وانخذ مهم ونرد القتلی والجرحی الی المدین

(بخاری، (2010ء)، الصحیح، ص:745، رقم5679)

''ربیع بنت معوذ ذکوان غفراء بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور لوگوں کو پانی پلاتی انکی خدمت کرتی اور ان زخمیوں کو مدینہ لے کر جاتے تھے۔''

اس کے علاوہ بھی بہت سے حقوق اسلام عورت کو دیتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کے حیثیت نسواں سے متعلق حقیقی متوازن چہرہ دنیا کے سامنے لایا جائے۔ اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے حقوق کے نفاذ اور خواتین پہ تشدد کے واقعات کی روک تھام کے لیے موثر حکمت عملی بنائی جائے۔

☆☆☆☆☆

8 مارچ خواتین کے حقوق کا عالمی دن

تخلیق آدم کیساتھ تخلیقِ حوا نسلِ انسانی کیلئے وجودِ مرد و زن ناگزیر

قدرت نے عورت کو حساس، صابر اور جفاکش بنایا

بچیوں کو زندگی کے زیر و بم کی آگاہی گھر کے اندر سے ملنی چاہیے

تحریر
شیبا طراز

تخلیقِ آدم کے ساتھ ہی تخلیقِ حوا بذاتِ خود اسی بات کی دلیل ہے کہ نسلِ انسانی کے لئے دونوں کا وجود ناگزیر ہے ۔ یہاں تک سوچنے سے پہلی بات جو ذہن میں آتی ہے وہ یہی ہے کہ خالق نے کچھ نہ کچھ کام دونوں کو سونپے ہوں گے ۔ کچھ کام لازمی کسی ایک کی ذمہ داری اور کچھ کام خود اختیاری نوعیت کے ہیں۔ یعنی قدرت نے بھی یہ اختیار دونوں صنفوں کو عطا کیا کہ اپنی مرضی سے اگر کوئی اضافی ذمہ داری اٹھانا چاہیں تو دونوں اتنی قابلیت رکھتے ہیں کہ بآسانی اپنے اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے ذمہ داریوں میں ردو بدل کر سکتے ہیں۔

دنیا ارتقاء کے اعلیٰ درجوں تک پہنچ چکی ہے لیکن ہم دنیا کے جس خطے سے تعلق رکھتے ہیں وہ ابھی پسماندہ اور ترقی پذیر ہے۔ ہمارا معاشرہ بہت سارے سماجوں اور ان سماجوں کی ریتوں اور روایات سے جڑا ہے۔ اس خطے میں اسلام سے پہلے ہندو ، بدھ ، بت پرست اور آتش پرست جیسی قومیں آباد رہی ہیں اور انہوں نے اپنے اثرات یہاں کی مٹی میں چھوڑے ہیں۔ اسلام بھی یہاں مختلف راستوں سے داخل ہوتا رہا ہے، کبھی یہ آریاؤں کی آماجگاہ رہا اور کبھی محمد بن قاسم نے اسے فتح کیا کبھی افغانستان کی جانب سے اسے فتح کیا جاتا رہا اور کبھی کراچی کے سمندر کی طرف سے کبھی منگول یہاں آن بسے تو کبھی یہ عیسائی غلبے میں چلا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے رواجوں میں بہت سی قوموں کی جھلک ملتی ہے ۔ ان عوامل نے عورت اور اس کی ذمہ داریوں پر بھی اپنے گہرے اثرات چھوڑے ہیں اور اسی وجہ سے ہمارا معاشرہ کسی حد تک ایک پیچیدہ معاشرے میں ڈھل گیا ہے ۔

سن سینتالیس کی ہجرت کے بعد اس خطے میں پاکستان نام کی جو مملکت ابھری وہ اسلام کے نام پر حاصل کی گئی ۔ پاکستان کے مضافات میں عورتیں ہمیشہ سے کام کاج کی عادی رہی ہیں ۔ وہ کھیتوں میں ہل بھی چلاتی ہیں اور مردوں کے لئے کھانا بھی پکاتی ہیں اور انہیں یہ کھانا کھیتوں تک پہنچاتی بھی ہیں ۔گھر کی تعمیر میں بھی حصہ لیتی ہیں اور کھیتوں کی کٹائی میں بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں ۔ تناسب کے اعتبار سے عام کام کاج کرنے میں تو وہ برابری کی حیثیت میں کام کر رہی ہیں ۔تعلیم کے میدان میں آئیں تو لڑکیاں آج اولین درجوں میں کھڑی نظر آتی ہیں لیکن چونکہ تعلیم یافتہ طبقے کا تناسب ہی پاکستان میں بہت کم ہے اس لئے دنیا کے مقابلے

وقت کی ضرورت اور عصرِ حاضر کا تقاضہ یہی ہے کہ تعلیم کا معیار بلند کرنے کی کوششیں تیز کی جائیں ۔ انفرادی طور پر بھی چھوٹے چھوٹے سیمینارز تشکیل دیے جائیں اور ہر درجے کی عورتوں اور لڑکیوں کو ان میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے

> **عورت کو جو مقام اسلام میں حاصل ہے وہ بھی اسی بات کی گواہی دیتا ہے کہ عورت کے لئے تعلیم ، آگہی اور شعور کا ہونا بہت ضروری ہے ۔ ایک عورت اگر ایک اچھی ماں بن جاتی ہے تو ہم ایک پوری نسل کے شعور کی پختگی کی ضمانت دے سکتے ہیں**

میں ہم بہت پیچھے کھڑے نظر آتے ہیں ۔

وقت کی ضرورت اور عصرِ حاضر کا تقاضہ یہی ہے کہ تعلیم کا معیار بلند کرنے کی کوششیں تیز کی جائیں ۔ انفرادی طور پر بھی چھوٹے چھوٹے سیمینارز تشکیل دیے جائیں اور ہر درجے کی عورتوں اور لڑکیوں کو ان میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ عمومی طور پر گھر کی تشکیل کرتے ہوئے مائیں بچوں کو بہت سی معلومات فراہم نہیں کرتیں ، کبھی مصروفیت کی وجہ سے کبھی سُستی کی وجہ سے جبکہ بچے میں نئی باتیں معلوم کرنے کا تجسس ہوتا ہے ۔ اسے جب گھر سے معلومات نہیں ملتیں تو وہ باہر سے یہ معلومات حاصل کر لیتا ہے ۔ اس صورت میں ملنے والی معلومات بعض مرتبہ غیر ضروری اور خطرناک بھی ہوتی ہیں اسی لئے اچھی ماؤں کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اپنے بچوں کو خود معلومات فراہم کریں ۔ بالکل اسی طرح مذہب میں بھی جب ہم ایک معاشرہ تشکیل کرتے ہیں تو صنفِ نازک کو معلومات فراہم کرتے ہوئے کتراتے ہیں ۔ اب جب صنفِ نازک وہ معلومات باہر سے حاصل کرتی ہے اور اس میں آگہی کا شعور پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنے معاشرتی نظام کے خلاف مزاحمت کرتی ہے اور یہ کشمکش معاشرے میں مزید بگاڑ پیدا کر دیتی ہے۔ عورت کو جو مقام اسلام میں حاصل ہے وہ بھی اسی بات کی گواہی دیتا ہے کہ عورت کے لئے تعلیم ، آگہی اور شعور کا ہونا بہت ضروری ہے ۔ ایک عورت اگر ایک اچھی ماں بن جاتی ہے تو ہم ایک پوری نسل کے شعور کی پختگی کی ضمانت دے سکتے ہیں۔

عورت کو قدرت کی جانب سے زیادہ حساس صابر، محنتی بنایا گیا ہے اور معاشرے کی تشکیل میں جتنا مثبت کردار عورت ادا کر سکتی ہے اتنا اور کوئی نہیں کر سکتا وہ اور کچھ بھی نہ کرے صرف اپنے بچوں کی تربیت احسن طریقے پر کر لے تو معاشرہ یقیناً چند قدم آگے اٹھانے کے قابل ہو سکتا ہے ۔

زندگی اللہ تعالیٰ کی جانب سے دی جانے والی وہ نعمت ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ہماری ہے اور اس خوب صورت بوجھ کو کندھوں پر اٹھا کر آخری منزل تک پہنچنا اور تمام راستے میں قربانیاں پیش کرتے رہنا بھی انسان کا وصف ہے ۔ اور عورت وہ واحد ہستی ہے جو اگر بیدار ہو جائے تو اپنی حیثیت بھی منوا سکتی ہے اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ کرۂ ارض پر اسلام سے وابستہ عورت ابھی تک زبوں حالی کا شکار ہے اور ان حالات سے اسے صرف اور صرف تعلیم ہی باہر نکلوا سکتی ہے۔ جس کے لیے مناسب و موثر حکمت عملی وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے ہماری حکومتوں کی ترجیحات میں تعلیم بہت نچلے درجے پر ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ روز بروز اخلاقی گراوٹ کی طرف جا رہا ہے۔ ☆☆☆☆☆

﴿اظہار تعزیت﴾

گذشتہ ماہ منہاج القرآن انٹرنیشنل کے مرکزی رہنما محترم پروفیسر نصر اللہ معینی کی زوجہ محترمہ اور محترمہ ڈاکٹر سعدیہ نصر اللہ کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جس پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے نہایت گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مرحومہ کی بخشش و مغفرت کے لیے خصوصی دعا کی۔

☆ محترمہ عائشہ شبیر کے نانا ابو وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ رب العزت مرحوم کو جوار رحمت جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے آمین۔

8 مارچ خواتین کے حقوق کا عالمی دن

امن تکریمِ بنی آدم میں ہے

اسلام نے عورت کو تکریمِ انسانی کے بنیادی اصول کی بنا پر حقوق دیئے

ترقی یافتہ دور میں بھی عورت کو کم تر سمجھنے والی ذہنیت موجود ہے

مومنہ ملک

اسلام سے قبل دنیا کے مختلف مذاہب ،تہذیبوں اور معاشروں کا جائزہ لیں اور عورت کے مقام و مرتبہ کو پہچاننے کی کوشش کریں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عورت ہر معاشرہ اور مذہب میں معاشی و معاشرتی اور سماجی عزت و احترام سے محروم تھی۔ اسلام سے قبل مسیحیت اور یہودیت میں بھی ان کی دینی تعلیمات کے برعکس عورت کو ذلیل و حقیر سمجھا جاتا تھا۔اسی طرح اگر مختلف تہذیبوں کو دیکھا جائے تو ان میں بھی عورت کو کوئی حیثیت اور مقام حاصل نہیں تھا۔ یونانی، ایرانی ،رومی اور دیگر تہذیبوں میں عورت کو ثانوی حیثیت سے بھی کم تر درجہ دیا جاتا تھا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے ۔تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ صفحہ ہستی کی تمام قوموں اور مذاہب نے نہ صرف عورت کے حقوق کی پامالی کی بلکہ وہ اس کے وجود کی نفی کے بھی قائل تھے ۔حقوق انسانی کی تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ دور جدید میں حقوق انسانی کا شعور اسلام کی عطا کردہ آگہی اور تکریم انسانیت کا مرہون منت ہے ۔ظہور اسلام سے قبل دسویں صدی تک یورپ تہذیبی زوال کے اندھیروں میں گم تھا ،انسانیت غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی ۔انسانی حرمت وعصمت اور اس کے بنیادی حقوق کا تصور بھی محال تھا۔اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے اپنی آمد کے ساتھ ہی انسانی مساوات کا درس دیا اور لوگوں کو ایک خدا کی طرف بلایا اور واضح انداز میں قرآن مجید میں اعلان کیا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ .

﴿بنی اسرائیل:70:17﴾

’’اور تحقیق ہم نے بنی آدم کو تکریم بخشی‘‘

اسلام دین فطرت ہوتے ہوئے حقوق انسانی کی عزت و احترام کی تعلیم دیتا ہے ،تاکہ معاشرے میں امن و محبت کو فروغ ملے ،اور حقوق کی پامالی نہ ہو ۔اسی فطری اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام نے معاشرے کے پسے ہوئے طبقے ’’عورت‘‘ کو خصوصیت کے ساتھ حقوق عطا فرمائے کیونکہ قبل از اسلام دیگر معاشروں کی طرح عرب معاشرے میں بھی عورت مظلوم و مقہور رہی ہے ۔اس کی بنیادی وجہ عورت اور مرد کے درمیان تخلیقی طور پر امتیاز روا رکھنا تھااور اسی بنا پر وہ فاسدعمارت کھڑی کی گئی جس میں عورت کو ذلیل ترین سمجھا گیا ،عورت کو مرد کا غلام قرار دیا گیا اور عورت کو برائی کی جڑ اور شیطان کا گھر کہا گیا ۔مگر اسلام کی آمد کے ساتھ ہی عورت کو تکریم انسانی کے بنیادی اصول کی بناء پر حقوق عطا کیے گئے اور

خواتین کیساتھ ظلم وستم کی بڑھتی ہوئی وارداتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا معاشرہ اسلام کے اعلیٰ اور منصفانہ اصولوں کی پاسداری کرنے میں ناکام رہا ہے۔

عورت کو وہ مقام و مرتبہ ملا جو اس سے قبل دیگر سامی ادیان میں بھی عورت کو نہ مل سکا، اسلام نے اس تخلیقی امتیاز کو مٹایا اور یہ بتایا کہ مرد اور عورت کی تخلیق کی بنیاد ایک ہی ہے ۔کسی کو کسی پر فضیلت یا فوقیت حاصل نہیں ہے ۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً. ﴿النساء:01:04﴾

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو ،جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا''

اسلام نے عورت کوظلم وستم اور پستی کی گہرائیوں سے نکال کرعزت وعظمت کے درجات پر متمکن کیا۔اسلام نے نہ صرف عورتوں کو عزت و تکریم دی بلکہ علم و عمل میں،تدبر میں،بہادری اور شجاعت میں ،الغرض زندگی کے ہر ہر شعبے میں عورت کو بلند مقام دیا اور اس کے مساوی حقوق متعین کر کےظلم وستم اور تشدد سے تحفظ فراہم کیا۔

عصر حاضر میں اگرعورت کی سماجی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات قطعی شواہد کے ساتھ عیاں ہوتی ہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی عورت کو مرد سے کم تر مخلوق سمجھا جاتا ہے۔معاشرہ میں عورت سے کیا جانے والا سلوک زمانہ جاہلیت کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے اور اسی ضمن میں اگر اسلامی ممالک کا جائزہ لیا جائے تو وہاں کی صورتحال بھی دیگر ممالک سے کچھ مختلف نظرنہیں آتی۔اسلام میں دیئے گئے حقوق کے مطابق آج بھی عورت کو وہ مقام ومرتبہ نہیں دیا جا رہا جو کہ اس کا حق ہے۔ اگرچہ دور جدید میں عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے بیشمار اقدامات کیے گئے ہیں اور اس کے لئے بہت سی تنظیمیں بھی وجود میں آئیں ،جن میں عورت فاؤنڈیشن، شرکت گاہ ، اسلام آباد ویمن ویلفیئر ایجنسی ،چرچ ورلڈ سروس پاکستان ،افغانستان اور ورکنگ ویمن آرگنائزیشن جیسی تنظیمیں شامل ہیں ،ان تنظیموں نے تشدد ،زنا ،جنسی زیادتی اور نفسیاتی امراض جیسے کیسز کی طرف زیادہ توجہ دی۔اسی طرح اقوام متحدہ کے مرکزی عمارت نیو یارک میں ''کمیشن آف اسٹیٹس آف ویمن'' کا چالیسواں اجلاس (12 تا22مارچ 2014ء) منعقد ہوا،جس کے بیشتر پروگرامز عورتوں پر تشدد سے متعلق تھے ، جن میں عورتوں کی خرید وفروخت ،زنا بالجبر،دھمکی،دباؤ،مارپیٹ اورقتل جیسے موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں ۔ان تنظیموں نے عورتوں کے حقوق کوفروغ دینے کیلئے مختلف سیمینارز بھی منعقد کروائے ہیں لیکن پھر بھی ان جرائم کی شرح میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ،ان تمام اقدامات کے باوجود بھی عورت کوظلم وستم، زیادتی ،زنا اورجنسی ہوس کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔خواتین کیساتھ ظلم وستم کی بڑھتی ہوئی وارداتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا معاشرہ اسلام کے اعلیٰ اور منصفانہ اصولوں کی پاسداری کرنے میں ناکام رہا ہے۔ظلم وزیادتی کی یہ صورتحال اسلامی معاشرے کے تاریک گوشوں کی عکاسی کرتی ہے ۔

اسی طرح اگر پاکستان میں عورت کی سماجی حیثیت کا جائزہ لیا جائے تو وہ دیگر اسلامی ممالک سے کچھ مختلف نہیں ہے۔مختلف معاشرتی مسائل اور فرسودہ رسوم ورواج کے نتیجے میں خواتین کے ساتھ زیادتیوں ،حق تلفیوں اور نا انصافیوں کا سلسلہ جاری ہے ۔گھریلو اور خانگی مسائل ، کار وکاری کی مذموم رسوم، جرگوں کے یک طرفہ اور نامنصفانہ فیصلے،نو عمری میں شادیاں ،ونی اور قرآن سے شادیوں جیسی قبیح رسومات کی وجہ سے خواتین کے ساتھ ظلم وستم اور تشدد کو روا رکھا جاتا ہے۔گھریلو ناچاقیوں کی بناء پرقتل کرنا ایک عام بات ہے۔ میڈیا پہ غیرت کے نام پرقتل کی خبریں اورظلم وزیادتی کا نشانہ بننے والی لڑکیوں کی خبریں معمول کا حصہ بن چکی ہیں۔آئے روز کے ان واقعات کے باعث عورت اپنے ہی ملک و معاشرے میں عدم تحفظ کا شکار ہو چکی ہے ۔پاکستان میں ان واقعات کے خلاف مختلف این۔جی۔اوز بھی عورتوں کے حقوق

کے تحفظ کے ضمن میں کام کر رہی ہیں مگر پھر بھی ان واقعات کی شرح میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ۔

اگر اس وقت پاکستان میں خواتین پر تشدد و قتل کی صورتحال کا جائزہ لیا جائے تو پاکستان ویمن ایکشن فورم کے مطابق ''پاکستان میں ہر سال 72فیصد سے زائد خواتین کو جسمانی و جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے اور بہت سی خواتین کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔

حال ہی میں سندھ میں عورتوں پر تشدد کے 421 کیسز ریکارڈ کیے گئے ہیں۔ عورت فاؤنڈیشن کی تحت نکلنے والی سالانہ رپورٹ ''پاکستان میں عورت پر تشدد کی صورتحال'' کے مطابق :صوبہ پنجاب پاکستان کے تمام صوبوں میں عورتوں پر تشدد کے واقعات کی بڑھتی ہوئی شرح میں سر فہرست صوبہ ہے۔ پاکستان میں 2017میں سالانہ 4069واقعات ہوئے جن مین درج شدہ واقعات کی تعداد 2690 ہے۔

پاکستان میں خواتین پر ظلم و زیادتی کی صورتحال کا جائزہ حال ہی میں ہوئے مندرجہ ذیل ان واقعات کی بناء پر لیا جا سکتا ہے۔

1) روزنامہ نوائے وقت کے مطابق ''مردان میں ایک میڈیکل کی طالبہ عاصمہ کو رشتہ کی بنیاد پر قتل کر دیا گیا ہے۔

2) 13فروری2018ء کو سیالکوٹ (بوکن) میں نامعلوم افراد نے 4بہنوں پر تیزاب پھینک دیا ۔متاثرہ بچیوں کی عمریں 6سے 20کے درمیان ہیں ۔(ARYnew)

3) حال ہی میں ایک غیر درج شدہ واقعہ کے مطابق کراچی میں شازیہ نامی خاتون کو 3 بیٹیوں کی پیدائش پر تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

4) ایک اور واقعے کے مطابق میر پور خاص (حمیدہ پورہ کالونی) میں ایک شخص عمر دین نے اپنی بیوی سے جھگڑے کے بعد اپنے بھتیجوں کے ساتھ مل کر بیوی کو تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے چھری سے اس کی ناک اور سر کے بال کاٹ دیئے۔

عصر حاضر کے ان تمام حالات و واقعات سے یہ پتا چلتا ہے کہ عورت کو زمانہ قدیم سے لے کر زمانہ جدید تک تمام ادوار میں ظلم وستم اور بربریت کا نشانہ بنایا گیا ہے ۔انہیں مختلف صورتوں میں ایذاء دی جاتی ہے۔ جن میں اعضاء کاٹنا ،زنا بالجبر ،تیزاب پھینکنا ،آگ سے جلانا اور مارنا پیٹنا وغیرہ شامل ہیں ۔

تشدد کے ان واقعات کو روکنے کے لئے سرکاری و غیر سرکاری سطح پر تنظیمیں کام کر رہی ہیں لیکن صورتحال میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ ان جرائم کی شرح میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔پاکستان کی وہ این۔جی ۔اوز جو سرکاری و غیر سرکاری سطح پر کام کر رہی ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنی ان کاوشوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے حقوق کے ضمن میں مذہبی سکالرز سے بھی استفادہ کریں ۔عصر حاضر میں بہت سی شخصیات ایسی ہیں جنہوں نے عورتوں کے حقوق کو ایک انفرادی موضوع کے طور پر بیان کر کے اسلام کا متوازن چہرہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان ہی شخصیات میں سے ایک معروف وممتاز شخصیت شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی جنہوں نے ''اسلام میں انسانی حقوق'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے ۔جس میں عورتوں کے حقوق کو ایک انفرادی موضوع کی حیثیت سے قرآن وحدیث کے واضح دلائل کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت وقت ایک اسلامی جمہوریہ ملک کی اسلامی حکومت ہونے کی حیثیت سے اسلام میں عورتوں کو دیئے گئے حقوق پر سختی سے عمل کروانے کے اقدامات کرے ایسے مؤثر ادارے قائم کیے جائیں جو عورتوں کو جسمانی وجنسی اور ذہنی ونفسیاتی تشدد سے تحفظ فراہم کرسکیں۔ ہر سطح پر تشدد کے خاتمے کے لئے سرکاری بجٹ میں معقول رقم مختص کریں اور اقوام متحدہ میں عورت پر تشدد کے خلاف اعلانیہ رپورٹ تیار کی جائے تا کہ تشدد کی بڑھتے ہوئے واقعات کی شرح پر قابو پایا جا سکے ۔

☆☆☆☆☆

تیزاب سے جلی ایک لڑکی نے میری زندگی بدل دی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہر بات دلیل سے کرتے ہیں

مساجد میں خواتین کے احترام اور حقوق پر خطابات ہونے چاہئیں

معروف سماجی رہنما مسرت مصباح سے دختران اسلام کی خصوصی گفتگو

انٹرویو
ام حبیبہ، زینب ارشد

س: اپنی ابتدائی زندگی کے بارے میں بتائیں؟

میں کراچی میں پیدا ہوئی میری 6 بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ جب میں نے انٹر کیا 1978ء میں تو شادی ہوگئی میں فیملی میں سب سے بڑی تھی ہمارے گھر میں بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے پیار تھا بدقسمتی سے شادی ایسے گھر میں ہوئی جہاں اس کے برعکس ماحول تھا چند ماہ بعد شادی ختم ہوگئی اور میں اپنے بیٹے کے ساتھ ماں باپ کے گھر واپس آئی تو میرے نانا ابا جو بزرگ انتہائی مشفق انسان تھے۔ ان کے پاس جا کر میں نے رونا شروع کردیا نانا ابا نے کہا آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ یہ میرے لیے پہلا سبق تھا کہ حالات کیسے بھی ہوں برے سے برے ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کے لیے دروازے کھولنے ہوتے ہیں۔ مجھے لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ مجھے نہیں لگا تھا میرے رویے اور زبان میں کوئی ایسی چیز ہو جس کی وجہ سے یہ ہوا ہو۔ پھر میرے والدین نے مجھے choice دی کہ میں اپنی پڑھائی جاری رکھوں میں نے سوچا کہ میں نے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا ہے اپنے بیٹے کا خود خیال رکھنا ہے۔ یہ بہت بڑا تعاون ہوتا ہے جب آپ کے گھر والے آپ کو دوبارہ پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے مدد کرتے ہیں تو میں اپنے بیٹے کے ساتھ بیرون ملک چلی گئی۔ وہاں میں بچے کو اپنی امی کے پاس چھوڑ کر صبح اور شام دونوں کلاسز لیتی تھی تا کہ جلد بہت کچھ سیکھوں۔

س: Depilex بیوٹی سیلون بنانے کا خیال کیسے آیا؟

ج: جب میں 1980ء میں کورس مکمل کر کے واپس آئی تو میرے والدین نے ایک اپارٹمنٹ میں سیلون بنایا ہوا تھا جو کہ میرے لیے سرپرائز تھا بس میں نے کام کا آغاز کیا۔

س: بطور ورکنگ ویمن بچوں کی تربیت میں دشواری ہوئی؟

ج: میں نے اپنا وقت بچوں کے لیے مقرر کیا ہوتا تھا سکول خود لینے اور چھوڑنے جاتی میں نے اپنی مصروفیات میں اپنے بچوں کو نظر انداز نہیں ہونے دیا ان کی تعلیم و تربیت کا بھرپور خیال رکھا الحمدللہ آج میرا ایک بیٹا کراچی یونیورسٹی میں پڑھاتا ہے، بیٹی کاروبار میں ہاتھ بٹاتی ہے۔

س: اپنی پیشہ وارانہ مصروفیات کے بارے میں کچھ بتائیں؟

ج: الحمدللہ آج میرے سیلون کی 64 برانچز ہیں۔ ٹریننگ سینٹر ہے۔ ایک کالج ہے جو برانچز کے سٹاف کو ٹریننگ دیتا رہتا ہے۔ ایک کالج ان بچیوں کو ٹریننگ دیتا ہے جو ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ لینا چاہتی ہیں ہم گورنمنٹ کے ساتھ بھی پروجیکٹ کرتے ہیں جیسے 500 بچیوں کو ہم مفت تعلیم دیتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ خواتین معاشی اعتبار سے اپنے پاؤں پر کھڑی ہوں اور میں عملاً یہ سب کر رہی ہوں۔

س: سمائل فاؤنڈیشن بنانے کا خیال کیسے آیا؟

ج: جیسا کہ میں نے بتایا کہ میں نے اپنا کام ہمیشہ محنت اور لگن سے کیا میری روٹین ہوتی ہے کہ صبح فجر کی نماز کے بعد سب سے پہلے آفس آتی اور شام سب سے آخر میں واپس جاتی ہوں۔ ایک شام میں گھر کے لیے نکل رہی تھی کہ ایک لڑکی مجھ سے ملنے آئی یہ 2003ء کی بات ہے۔ اس نے کہا آپ میری مدد کریں میرے ذہن میں آیا کہ کوئی مالی مدد لینا چاہتی ہے میں نے کہا کل آجانا اس نے کہا نہیں آپ جو بڑی بیوٹیشن بنی پھرتی ہیں مجھے ٹھیک کریں یہ کہہ کر اس نے اپنا نقاب ہٹادیا میرے سامنے ایک ایسی بچی کھڑی تھی جس کا چہرہ ہی نہیں تھا۔ اس کی آنکھ ضائع تھی ناک میں سوراخ نظر آرہا تھا گردن اور ٹھوڑی جڑی ہوئی تھی میں جو کھڑی تھی ایک دم بیٹھ گئی اس دن مجھے پتہ چلا ٹانگوں سے جان نکلنا کیا ہوتا ہے کیونکہ میں کھڑی ہونے کے قابل نہیں تھی میں نے کہا آپ کو کیا ہوا ہے؟ اُس نے کہا مجھ پر کسی نے تیزاب پھینکا ہے اُس وقت شام 7:30 کا ٹائم تھا میں نے کہا کل آجانا کچھ کرتے ہیں اُس نے کہا میں کہاں جاؤں میں اسٹیشن سے آئی ہوں وہاں سے PTV گئی انہوں نے مسرت مصباح کا نمبر دے دیا کہ بڑی بیوٹیشن ہیں وہ ٹھیک کردیں گی۔

بہر حال اس طرح میری زندگی بدل گئی میں اپنے گھر گئی اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر معافی مانگی کہ اللہ تعالیٰ میں اس قابل ہی نہیں ہوں جو کچھ تو نے مجھے دے دیا ہے ہم کتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کی شکایت کرتے ہیں میرا تو شعبہ ہی ایسا ہے جس میں سب خوبصورتی کی باتیں کرتے ہیں میں نے معافی مانگی اللہ تعالیٰ مجھے معاف کردے مجھے بخش دے کہ اس چیز پر میرا پہلے دھیان کیوں نہیں گیا۔ تیزاب گردی کے اخبارات میں بے شمار چیزیں پڑھیں لیکن میرے ذہن میں کبھی آیا ہی نہیں کہ میں ان کے لیے کچھ کرسکتی ہوں جب وہ بچی آئی جہاں میں نے معافی مانگی وہاں میں نے شکر بھی ادا کیا یہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قابل بنایا ہے کہ میں اس بچی کی مدد کرسکوں ہر وہ چیز جو اس نے مجھے عطا کی میں اس کے لائق ہی نہیں۔ چاہے وہ نام، گھر بار، کھانا پینا ہو، والدین ہوں ہر چیز یہ کرم ہے اللہ تعالیٰ کا کہ آپ کو بہت کچھ نواز دے۔ پندرہ سے بیس دن کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ میں کچھ اور بچیوں کی مدد بھی کرسکتی ہوں تو میں نے اخبار میں ایڈ دیا کہ اگر آپ تیزاب یا مٹی کے تیل سے جلی ہوئی ہیں تو طارق روڈ آجائیے۔ میں نے اپنے حساب سے ایک کاغذ پیپر رکھ لیا اور دو ڈاکٹرز کو بھی بلالیا جیسے فری میڈیکل کیمپ ہوتا ہے میری توقع تھی کہ 10 لڑکیاں آجائیں گی مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا دیا ہے کہ میں ان کے علاج کا سلسلہ جاری کرلوں گی مگر حیرت انگیز طور پر اس دن 42 لڑکیاں آگئیں جو بہت زیادہ جلی ہوئی تھیں جن کا علاج اس لئے نہیں ہوسکا کہ ان والدین کے پاس پیسے نہیں تھے۔

2005 میں اس فاؤنڈیشن کو میں نے رجسٹر کرالیا۔ اب ہمارے پاس ایک سسٹم ہے میڈیا اس میں بہت اہم رول ادا کررہا ہے بڑی بریکنگ نیوز ہوتی ہے وہ عورت

جس کو جلا دیا جاتا ہے مگر اس کے بعد کیا ہوتا ہے اس کو کبھی بھی نہیں بتایا جاتا اسی طرح کے زیادہ تر کیسز میں بچیاں بچ نہیں پاتی ہیں کیونکہ تیزاب بہت خطرناک ہوتا ہے بعض اوقات وہ بہت نقصان پہنچا چکا ہوتا ہے۔ چھوٹے علاقوں میں سہولیات بھی نہیں یہاں آتے آتے بعض زندگی ہار دیتی ہیں جو بچ جاتی ہیں ان کو رجسٹر کرواتے ہیں ان کا علاج پورا کرواتے ہیں۔

س: کیا مردوں کے اس رویہ کی وجہ تعلیم کا فقدان ہے؟

ج: میں مانتی ہوں کہ تعلیم کا فقدان ہوتا ہے مگر آدمی کا شعور نہیں ہوتا کیا؟ کون سا ایسا حصہ ہے جہاں مساجد نہیں ہے مساجد میں جمعہ کے خطبے ہوتے ہیں وہاں خواتین کے حوالے سے باتیں بتانا ناممکنات میں سے کیوں ہیں؟ اس لئے مردوں کو وہ تعلیم و تربیت نہیں دی جاتی جو بچیوں کو ملتی ہے بچیوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ تم اس گھر سے مر کر ہی آؤ گی لڑکوں کو کہتے ہیں کہ اس کو قابو میں رکھو اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت پیارا بنایا ہے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسے نقصان پہنچائے تو بنیادی طور پر شعور کی کمی ہے مذہب سے دوری ہے اس پر ہم بات ہی نہیں کرنا چاہتے ان تمام چیزوں پر کام کرنا چاہئے۔ ہمارے اپنے مدرسوں، مساجد، سکول، کالج، یونیورسٹی میں اس کی تعلیم دی جانی چاہئے۔ قرآن سے آگاہی ہونی چاہئے دین و دنیاوی تعلیم ساتھ ساتھ ہونی چاہئے۔ ہم سب کر سکتے ہیں ہمیں چاہئے اپنے بچوں کو تعلیم و تربیت کے ساتھ شعور بھی دیں۔ قرآن کے ساتھ ترجمہ بھی پڑھائیں پس اس چیز کو بہتر کرنا چاہئے۔

س: لڑکیوں کو تیزاب سے جلانے کے وجوہات کیا ہوتی ہیں؟

ج: مختلف وجوہات ہوتی ہیں جیسے جہیز نہ لانا، بیٹیوں کی پیدائش، دشمنی، شادی سے انکار کو انا کا مسئلہ بنا لینا وغیرہ۔

س: تیزاب گردی کے واقعات روک تھام کے لیے کوئی بل پاس کروانے کی کوشش کی؟

ج: ہمارے ملک میں اس کا قانون موجود تھا اس کے اندر ترامیم آئیں مثلاً اگر کوئی تیزاب سے جلائے گا تو اس کو عمر قید کی سزا ہے اور جرمانہ بھی 10 لاکھ روپے دینا ہوتا ہے۔ عمر قید سے مراد ہے 7 سال ہے لیکن کون اتنے عرصے جیل کے پیچھے رہتا ہے لوگ ضمانتیں کروالیتے ہیں جبکہ یہ بھی ایک قتل ہے چاہے غلطی بھی کیوں نہ ہو مگر کسی کو خاتون کو جلانے نقصان پہنچانے کا حق نہیں یہ اجازت اسلام نہ قانون دیتا ہے۔ جہیز کا مطالبہ کرنے والے ایک بار ضرور سوچیں اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو کیا جہیز ملا تھا؟ کس نے دیا تھا؟ یہاں وراثت پر ان بچیوں کو جلا دیا جاتا ہے ہر چیز قرآن میں لکھی ہوئی ہے اگر ہم راہنمائی لینا چاہیں تو لیکن میرے پاس 7000 بچیاں رجسٹر ہیں جن کو تیزاب یا مٹی کے تیل سے جلایا گیا ہے ان میں حادثاتی طور پر جلنے والی بچیاں بھی ہیں وہ بچیاں جن کو جلایا گیا تھا ان میں سے بہت سی بچیوں کی ہم نے شادیاں بھی کی ہیں۔ ہم ان کی شادیاں کرتے ہیں انہیں ضروریات زندگی مہیا کرتے ہیں۔ ان کے شوہروں کے لیے روزگار کا بندوبست کرتے ہیں۔

س: آپ کی فاؤنڈیشن میں جلائی گئی خواتین کے علاج کا طریقہ کار کیا ہے؟؟

ج: خواتین چاہے حادثاتی یا غیر ارادی طور پر جلی ہوں ہم ہر کسی کا علاج کرتے ہیں۔ ہر سال 100 سرجریز کرواتی ہیں ان سو سرجری میں کئی نئی بچیاں اور کچھ پرانی بچیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہمیں جو بھی علاج کے لیے ڈونیشن دیتا ہے ہم اسے مکمل معلومات فراہم کرتے ہیں باقاعدہ آڈٹ کا نظام ہے، ہم متاثرہ بچیوں کی ذہنی صحت کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے درس کا اہتمام کرتے ہیں جس میں وضو، غسل، قرآن، نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ اور چھوٹی چھوٹی چیزیں بتاتے ہیں۔

س: ڈاکٹرز علاج کے لیے کس حد تک تعاون کرتے ہیں؟

ج: ڈاکٹرز ہمیں کم پیکج پر لیتے ہیں ہم پیسے بھی دیتے ہیں۔ بعض اوقات کوئی مشکل کیس ہوتا ہے اور ڈاکٹر کی خواہش کے مطابق مخصوص ہسپتال میں جانا پڑتا ہے ظاہر ہے وہاں پر رقم بڑھ جاتی ہے پھر ہم ان کے ساتھ بات چیت

کرتے ہیں۔ 50 ہزار روپیہ ایک آپریشن پر لگتا ہے جس میں اس بچی کا کھانا آنا جانا آپریشن کی سہولت ڈاکٹر کی فیس، ہسپتال کے اخراجات اور تین چار کے بعد دو بار چیک اپ وہ سب اس میں شامل ہوتا ہے آہستہ آہستہ لوگوں نے مالی تعاون کے حوالے سے ہماری حوصلہ افزائی کرنا شروع کردی ہے کیونکہ شروع میں لوگ یہ سوچتے تھے کہ میں ڈرامہ تو نہیں کررہی جلی ہوئی لڑکیوں کے ساتھ مل کر کمانے کا طریقہ بنایا ہوا یہ باتیں پہلے مجھے تکلیف دیتی تھیں اب نہیں دیتی جب میں ان بچیوں کو مسکراتا ہوا دیکھتی ہوں کام کرتے ہوئے دیکھتی ہوں تو خوشی ہوتی ہے۔

س: حکومتی سطح پر آپ کی اس کام میں مدد کی جاتی ہے؟

ج: خواتین کے مسائل گورنمنٹ کی ترجیحات ہی نہیں ہیں۔ بجلی، پانی نہیں آرہا کھانے میں ملاوٹ ہوگئی جیسے مسائل ہیں مگر عورت جل گئی اچھا کتنی جل گئی اس سے کوئی سروکار نہیں میں آپ کو بتاؤں میرے پاس 700 بچیاں ہیں ان کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے اب تک جو ہوا ہے وہ یہ ہے کہ قانون میں ترمیم آگئی ہے مگر روک تھام اس وقت ہوتی ہے جب قانون لاگو ہوتا ہے ایسا قانون جس میں خوف ہو کہ اگر میں یہ کام کروں گا تو پکڑا جاؤں گا اس چیز کا یقین جرم کو کم کرتا ہے مگر بدقسمتی سے ایسا نہیں ہورہا۔

س: کیا عورت پر ظلم کی وجہ کہیں نہ کہیں خود عورت بنتی ہے؟

ج: ہمارے ہاں بچپن سے ماں بیٹے کو اعلیٰ وارفع مقام دے دیتی ہے۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ میرے ساتھ بُرا سلوک ہوا تھا میں نے بہو کے ساتھ بھی وہی رویہ رکھنا ہے انہوں نے اتنا برا وقت دیکھا ہوتا ہے کہ ان کو موقع مل جاتا ہے ردعمل دینے کا۔ عورتوں کو بھی چاہئے کہ ٹائم اپنے گھر، بچوں، میاں کو دیں۔ جب قرآنی تعلیم پر عمل کریں گی تو یہ سب چیزیں آسان ہوجائیں گی۔

س: آپ کے نزدیک Women Empowerment کیسے ممکن ہے؟

ج: میرے نزدیک عورت پہلے اپنی ذمہ داریاں نبھائے پھر اپنے حقوق کی بات کرو، میرے والدین مجھے اچھے انداز سے سپورٹ کرسکتے تھے لیکن مجھے یہ سمجھ میں آیا کہ مجھے ہر چیز خود کرنی ہے سب سے پہلے اپنی تعلیم مکمل کرنی ہے کون سے والدین ہیں جو اپنے بچوں کو اچھی باتیں نہیں سکھاتے۔ انسان کے اندر اچھائی و برائی کی تمیز ہوتی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ کی تعلیم ہو۔ شیطان آپ کے اندر ہے شیطان کو مارنا اور قابو میں رکھنا ہی تو آپ کا چیلنج ہے۔ لہذا پہلے عورت اپنی ذمہ داریاں پوری کرلے پھر Empowerment کی بات کرے۔

س: خواتین پر تشدد کی روک تھام کے لیے میڈیا کو کیا کردار ادا کرنا چاہئے؟؟

ج: میڈیا کے ذریعے آپ قرآن کی تعلیم کو دوسروں تک پہنچاسکتے ہیں۔ مذہبی پہلوؤں کو اجاگر کرسکتے ہیں اب اگر میرا ذہن کہتا ہے کہ اس طرح ہونا چاہئے وہ میرے ذہن کی بات ہے اس خرابی کو بہتر سمت میں لانے کے لیے میڈیا کا مثبت کردار ہونا چاہئے۔ پہلے زمانے میں اگر کوئی رومانوی رول کرے تو آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے جاتے یا کہا جاتا کہ یہ ڈرامہ آپ کے دیکھنے کا نہیں ہے۔ اب وہی ڈرامہ ہرکوئی دیکھ رہا ہوتا ہے۔ ترکی کے ڈرامے آتے ہیں میں ترکی

میں گئی تو ان کے تاریخ پر مبنی ڈراموں کی تعریف کی تو انہوں نے کہا کہ یہ ڈرامے سارے غلط ہیں یہ فتنے ہیں معاشرے میں شر پھیلانے کے لیے منظم طریقہ اپنایا جارہا ہے۔

س: کیا حقوق نسواں کے لیے این جی اوز اپنا حقیقی کردار ادا کر رہی ہیں؟

ج: ہر این جی اوز کا ایک مشن ہوتا ہے اسی حوالے سے وہ کام کرتی ہے۔ کوئی تعلیم کے حوالے سے کام کرتی ہے اس کو دوسری چیزوں سے سروکار نہیں ہوتا جو کہ غلط ہے۔ سائیکالوجیکل سپورٹ کے لیے لیگل سپورٹ ہونا بھی ضروری ہے مختلف این جی اوز مختلف پلیٹ فارم کے تحت کام کر رہی ہیں مثلاً میرا کام علاج کروانا ہے۔ میں لیگل پراسس پر نہیں جاتی کیونکہ میرے پاس وسائل نہیں ہیں جو بچیاں لیگل سپورٹ چاہتی ہیں میں ان کو لیگل این جی اوز میں بھجوادیتی ہوں کچھ این جی اوز ایسی بھی ہوسکتی ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہوں اس کو تشہیر کے لیے رکھتے ہوں اس لیے جب تک ہمارے سسٹم مضبوط نہیں ہوں گے کوئی کام بہتر طور پر نہیں ہوسکتا۔ این جی اوز کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ علاج کی طرف آئے۔ اس کو دوبارہ آباد کرے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن ہم اس کو سپورٹ کرسکتے ہیں۔ چیزوں سے دور ہوں گے تو خرابیاں جنم لیں گی۔

س: آج بھی خواتین جو مغرب پسندی کا شکار ہے اس بارے میں کیا کہیں گی؟

ج: کیوں خواتین مغرب کی طرف جاتی ہیں۔ دیکھتی ہیں کہ وہاں عورت کو نتائج مل جاتے ہیں پارلیمنٹ میں ایک برطانوی وزیر نے اس بات پر استعفیٰ دیا کہ وہ اپوزیشن سے خاتون کے پوچھے گئے سوال کا جواب نہ دے سکا اور اسی پر وہ مستعفی ہوگیا۔ مغرب نے کچھ اقدار اختیار کی ہیں وہ اقدار اسلام کی میراث ہیں ہمیں واپس اپنی اصل کی طرف لوٹنا ہوگا۔ سے وہ سوال تھا ایک خاتون کا جو نہیں دے سکا۔ یہ میری ذمہ داری تھی مجھے جواب دینا چاہئے تھا جو میں نے نہیں کیا اس لیے میں استعفیٰ دیتا ہوں وہاں کس قدر اصولوں کی پابندی ہے کیونکہ خواتین کو ان کے حقوق مل جاتے ہیں وہ شکایت کرتی ہیں کہ میرے میاں نے مجھے مارا ہے تو پولیس آجاتی ہے اس میں کمزوریاں ہیں بہر حال وہ سسٹم اتنا مضبوط ہے۔ خواتین کے لیے زندگی آسان ہوگئی ہے ہم سعودی عرب کو دیکھتے ہیں ہاتھ کٹ جائے گا چوری کرنے پر موبائل پر لڑکا اور لڑکی کی بات ہوئی۔ افیئر چلا ان کو سنسار کردیا جرات ہے کسی کی ایسا دوبارہ کرنے کی۔ اگر بچی کے ساتھ درندوں والا سلوک کرے تو ہمیں اچھائی کو فروغ دینا چاہئے کہ ہمارے ملک سے اچھائی کہیں چلی گئی ہے۔

س: ڈاکٹر طاہرالقادری کی شخصیت کو کیسے دیکھتی ہیں؟

ج: جو انسان کسی مقام پر پہنچتا ہے تو بڑی مشکل سے پہنچتا ہے مجھے ان کی شخصیت پسند ہے وہ جو بات کرتے ہیں دلائل سے کرتے ہیں جو اچھی بات وہ کرتے ہیں اس کو تسلیم کرنا چاہئے۔ میں نے انہیں ٹی وی پر ہی سنا ہے بہت اچھا بولتے ہیں اور بلاشبہ ایک عظیم علمی شخصیت ہیں۔

☆☆☆☆☆

انتقالِ پُر ملال

گذشتہ ماہ محترم ڈاکٹر طاہر حمید تنولی (ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی) کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم خرم نواز گنڈا پور (ناظم اعلیٰ) اور دیگر مرکزی قائدین نے نہایت گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی بخشش و مغفرت کے لیے خصوصی دعا کی۔

الفیوضات المحمدیہ ﷺ

﴿اَلْحَمِیْدُ ...... لائقِ تعریف، اچھی خوبیوں والا﴾

فحش گوئی سے نجات و درستگی عادات کیلئے وظیفہ: یَا حَمِیْدُ

فوائد و تاثیرات: اس وظیفہ کی کثرت سے اقوال و افعال کی اصلاح اور اخلاقِ حمیدہ پیدا ہوتے ہیں اور فحش گوئی و بدزبانی سے نجات ملتی ہے۔

عام معمول: اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

❁ اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

﴿اَلْمُحْصِیُ... کائنات کی ہر شے کا شمار کرنے والا﴾

عذابِ قبر سے نجات اور صدق لسانی کے حصول کے لئے وظیفہ: یَا مُحْصِیُ

فوائد و تاثیرات: شبِ جمعہ کو اس کا ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ ورد کرنے سے عذاب قبر سے نجات ملتی ہے۔ اس پر مداومت سے صدق لسانی کی نعمت نصیب ہو جاتی ہے۔ اگر اسم المحیط ملا کر یَا مُحْصِیُ یَا مُحِیْطُ پڑھا جائے تو علم میں اضافہ ہوتا ہے۔

عام معمول: اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

❁ اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

﴿اَلْمُبْدِئُ ...... پیدائش کی ابتداء کرنے والا﴾

وظیفہ برائے حفاظتِ حمل: یَا مُبْدِئُ

فوائد و تاثیرات: اس اسم کو اپنا معمول بنانے کی برکت سے حمل کی حفاظت ہو جاتی ہے اور اسے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔

عام معمول: اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

❁ اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

﴿اَلْمُعِیْدُ ...... دوبارہ پیدا کرنے والا﴾

گمشدہ کی صحیح وسلامت بازیابی کے لئے وظیفہ: یَا مُعِیْدُ

فوائد و تاثیرات: اس وظیفہ کے پڑھنے سے پریشانی دور ہوجاتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ المبدئ ملا کر یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ پڑھا جائے تو بھولی ہوئی چیز یاد آ جاتی ہے اور مخفی امور اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔

❁ اگر کوئی گھر سے غائب ہو جائے تو اس وظیفہ کو سات دن متواتر ۷۰ مرتبہ روزانہ گھر کے چاروں طرف پڑھتے رہنے سے غائب ہونے والا صحیح سلامت واپس آ جائے گا یا اس کی اطلاع مل جائے گی، اسی طرح گمشدہ چیز بھی مل جاتی ہے۔

عام معمول: اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

❁ اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔ ☆☆☆☆☆

(الفیوضات محمدیہ از ڈاکٹر محمد طاہرالقادری سے انتخاب)

گلدستہ
تعمیرِ شخصیت

عادات بدلتی رہتی ہیں

مضبوط اور کمزور پہلوؤں پر نظر رکھیں

تعمیرِ شخصیت کیلئے خوبیوں میں نکھار اور کمزوریوں سے نجات حاصل کی جائے

مرتبہ: عابدہ قاسم

﴿اقوال زریں﴾

۱۔ دنیا کا سب سے خوبصورت پودا محبت کا ہوتا ہے جو زمین میں نہیں بلکہ دلوں میں اگتا ہے۔ (حضرت علیؓ)

۲۔ معروف زندگی نماز کو بھی مشکل بنادیتی ہے لیکن نماز معروف زندگی کو بھی آسان بنادیتی ہے۔

۳۔ اپنا سر اونچا رکھو کہ تم کسی سے نہیں ڈرتے لیکن اپنی نگاہیں نیچی رکھو تاکہ پتہ چلے کہ تم ایک باعزت گھرانے سے تعلق رکھتے ہو۔ (حضرت علیؓ)

۴۔ مسرت تمام اعلیٰ خوبیوں کی ماں ہے۔

۵۔ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے۔ گھر کی زکوٰۃ مہمان ہے۔

۶۔ واسطے اور وسیلے جس قدر زیادہ ہوں۔ اسی طرح راستہ روشن اور نزدیک ہوتا ہے۔

۷۔ بدگمانی تمام فوائد کو بند کردیتی ہے۔

۸۔ پرانا دوست سب سے بہترین آئینہ ہے۔

۹۔ اپنی خامیوں کا احساس ہی کامیابیوں کی کلید ہے۔

۱۰۔ جس دروازے سے شک اندر آتا ہے محبت اور اعتماد اس دروازے سے باہر نکل جاتا ہے۔

۱۱۔ عقلمند وہ ہے جو ہر کام میں میانہ روی اختیار کرے۔

۱۲۔ کمزور انسان کبھی بھی معاف نہیں کرسکتا معاف کرنا مضبوط لوگوں کی صفت ہے۔

(حفصہ بی بی۔ بی ایس vi)

﴿اقوال زریں﴾

۱۔ تحریک منہاج القرآن کوئی فرقہ وارانہ یا ہنگامی نہیں بلکہ یہ ایک دائمی انقلابی تحریک ہے۔

۲۔ انسان کو ذکر اور صبر ہر حال میں جاری رکھنا چاہئے۔

۳۔ نمونہ کمال اسی طرزِ عمل کو قرار دیا جاسکتا ہے جو قابل تقلید بھی ہو۔

۴۔ عشق سننے سنانے کی نہیں بلکہ چکھنے کی چیز ہے۔

﴿اہم معلومات﴾

۱۔ کس شہر کو مدینۃ المساجد کہا جاتا ہے۔ (آزاد جموں کشمیر کے شہر کوٹلی کو)

۲۔ مدینۃ الاولیاء کس شہر کو کہا جاتا ہے (ملتان کو)

۳۔ وہ کون سا پھول ہے جو کھایا جاتا ہے پر سونگھا نہیں جاتا۔ (گوبھی کا)

۴۔ دنیا میں سب سے پہلا کپڑا کس چیز سے تیار کیا گیا۔ (اون سے)

۵۔ ریشم کا کیڑا کس درخت پر پروان چڑھتا ہے۔ (شہتوت پر)

۶۔ قرآن پاک میں کل کتنے انبیاء کرام کا نام آیا ہے۔ (26)

۷۔ پاکستان سکے اور نوٹ پہلی بار کب شائع ہوئے۔ (3 جنوری 1948ء)

تعمیر شخصیت

جب ہم تعمیر شخصیت کی بات کرتے ہیں تو سادہ الفاظ میں شخصیت کسی انسان کی اکتسابی و غیر اکتسابی خصوصیات کا مجموعہ ہے مثلاً اگر کوئی پوچھے کہ تمہارے دوست کی شخصیت کیسی ہے؟ تو ہم جواب میں فوراً اس کی چند صفات کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ محنتی، وقت کا پابند، ذہین اور مخلص ہے ان میں سے بہت ساری خصوصیات مستقل ہوتی ہیں لیکن طویل عرصے کے دوران ان میں کچھ تبدیلیاں بھی پیدا ہوتی رہتی ہیں اور انہی خصوصیات کی بنیاد پر ایک شخص دوسرے سے الگ نظر آتا ہے اور ہر معاملے میں دوسروں سے مختلف رویے کا اظہار کرتا ہے۔ علم نفسیات کی طرح شخصیت اور کردار کی تعمیر دین کا بھی اہم موضوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی جو ہدایت انبیاء علیہم السلام کے ذریعے دنیا میں بھیجی ہے اس کا بنیادی مقصد ہی یہی ہے کہ انسان کی شخصیت اور کردار کی صفائی کی جائے اسی کا نام ''تزکیہ نفس'' ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ.

''وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول (ﷺ) کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں''۔ (الجمعۃ، ۶۲:۲)

انسان کے اندر بنیادی طور پر دو قسم کی صفات ہوتی ہیں ایک وہ جو اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہوتی ہیں وہ قدرتی یا غیر اکتسابی صفات کہلاتی ہیں مثلاً رنگ و نسل، شکل و صورت اور ذہانت وغیرہ۔ ان صفات کو انسان بہت زیادہ نہیں بدل سکتا لیکن ان خصوصیات کا صحیح استعمال کرنا انسان کے اختیار میں ہوتا۔ یعنی اگر کسی انسان کو اللہ کی طرف سے ذہانت عطا ہوئی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے اللہ کی راہ میں استعمال کرے اور اس سے اللہ کی معرفت حاصل کرے۔ انسان کے اندر دوسری وہ خصوصیات ہیں جنہیں انسان اپنے اندر یا تو خود پیدا کرسکتا ہے یا پھر اپنی قدرتی صفات میں کچھ تبدیلیاں پیدا کرکے انہیں حاصل کرسکتا ہے یا پھر یہ اس کے ماحول کی پیداوار ہوتی ہیں یہ اکتسابی صفات کہلاتی ہیں مثلاً انسان کی علمی سطح، اس کا پیشہ، فکر وغیرہ۔ شخصیت کی تعمیر ان دونوں طرز کی صفات کو مناسب حد تک ترقی دینے کا نام ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی شخصیت کو دلکش بنانے کے لیے اپنی قدرتی صفات کو ترقی دے کر ایک مناسب سطح پر لے آئے اور اکتسابی صفات کی تعمیر کا عمل بھی جاری رکھے۔ شخصیت کے باب میں آئیڈیل ترین شخصیت آپ ﷺ کی شخصیت ہے۔ آپ ﷺ کے مخالفین نے بھی آپ کی شخصیت کے اعلیٰ ترین اور آپ کے اسوہ کا کامل ہونے کا کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے۔

شخصیت اور کردار کی تعمیر میں محاسبہ نفس اور تجزیہ ذات ایک بہت اہم چیز ہے۔ جس کے بغیر کسی شخصیت اور کردار کی تعمیر مناسب طریقے سے ممکن نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی ذات کے دو پہلو مضبوط پہلو اور کمزور پہلوؤں پر غور و فکر کرے پھر دیکھے کہ اس کے اندر کیا کیا خوبیاں ہیں ان کو اور زیادہ مضبوط کرے اور اپنی ذات کے کمزور پہلو کو ختم کرے پھر ہی ایک انسان کی شخصیت کی تعمیر مناسب طریقے سے ہوتی ہے۔ جب کوئی انسان اپنی ذات کا محاسبہ کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کی ذات سے اخلاق رذیلہ یعنی غیبت، چغلی، جھوٹ، کینہ، تنگ نظری اور منفی سوچ وغیرہ کا خاتمہ ہوتا ہے اور اس کے بدلے میں اخلاق حسنہ یعنی احساس ذمہ داری، جوش و ولولہ، قانون کی پاسداری، خود مختاری وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی شخصیت کی بہتر تعمیر کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے ماحول پر نظر رکھے اور اپنے ماحول کی برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرے کیونکہ جو برائیاں ماحول میں پائی جاتی ہیں وہ جلد یا بدیر انسان کی شخصیت پر اثر انداز ہوتی ہے چاہے وہ اس سے جتنا بھی بچنے کی کوشش کرے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تجزیہ ذات کیا جائے اور ماحول پر کڑی نظر رکھی جائے کیونکہ اس کے بغیر شخصیت اور کردار کی صحیح تعمیر ممکن نہیں۔ (ام کلثوم۔ قصور)

☆☆☆☆☆

Women Enterpreneurship Islamic Perspective

Islam encourages participation of women in socio enonomic activities.

Hadia Saqib Hashmi

Islam encourages participation of women in socio economic activities. An opposite perception is not in conformity with guidance provided by Allah in The Holy Quran. It is notes that Islam protects the woman. Islamic law 1400 years ago, does not deprive a woman from the right to work within the limits that protect her honor and dignity.

Women empowerment depends on taking part in various development activities. In other words, the involvement of women in various entrepreneurial activities has empowered them in social, economic and cultural fields. Muslim women were engaged in many kinds of trade and they managed business. Prophet Mohammad (PBUH) himself promoted women in various spheres of activities, trade and commerce was one of them; his own wife being one of the biggest trader of that time is the testimony to the fact.

History: Early Muslim Female Entrepreneur

The women companions also practiced the practical or survival skills as we know them today. Agriculture, business, trade and commerce, writing, editing cottage industries like weaving, manufacture and designing of clothes- all these are mentioned in the Musnad (collection) of Imam Ahmad.

Women Farmers

Agriculture was practiced mainly in the rural fertile areas around Al-Madina especially by the women of Al-Ansar.

Sahl Ibn Sa'd, a companion of the Prophet mentioned a woman who had her own farm. She used to cultivate beets and barley to feed the companions of the Prophet with it after Friday prayer.

Women Traders

Khadija bint Khuwaylid was the first wife of the Prophet Muhammad (PBUH). Khadija was a merchant by inherited of her father. Khadija earned many titles, the most common three were: A meerat-Quraish (Princess of Quraish) and al-Tahira (The Pure One), and Khadija Al-Kubra (Khadija the Great) and was said to have had an impeccable character.

Women were never forbidden from trading in Islam. During the Prophet Muhammad's time there were many well known women traders like Umm Al-Munzir Bint-E-Qais, Asmah binti Makhzemah bin Jandal and during the rule of Sayyidina Umar, a woman trader Al-Shifa bint e Muawiz was elected "commandant" of Madinah market (Abbas, 2012). Other women such as Khaula, Lakhmia, Thaqafia, and Bint Makhramah traded in oriental oil based perfumes.

Saudah, the Prophet's wife, was an expert in lather tanning skins. She sold her tanned goods to trading caravans and local men thro ughout Medina. A companion named Quila said to the Prophet, "I am a woman who buys and sells things." Then she asked several questions about buying and selling. The wife of 'Abdullah ibn Mas'ud met her expenses by manufacturing and selling handicrafts (Ali, 2011). Clearly, business was a legitimate activity of the women companions' o f the Prophet.

Women artists:

Some women were very skilled in the art of penmanship and calligraphy. Shifa Binte A bdullah was celebrated for her skill at this art

Rules Regarding Women Entrepreneurships:

Islam established the highest right of the women, Islam allow women entrepreneurship with fulfillment of the rules which protect the women: There are several guidelines that should be followed:

1. Women must take consent from her guardian or husband (if married), who may ofer a broader perspective on how her activities may influence the family and its functioning.
2. A woman must ensure that her home and children are properly cared for. Her husband may be of assistance in this area, or outside help may be employed.
3. Care must be taken to choose the business that is appropriate and fits with her skills. Obviously, any work that deals with forbidden activities, services, or products would not be allowed but there is a world of possibilities available.
4. Any activities that prevents her from fulfilling any of her Islamic obligation s, like Hijaab or Prayer for example, is not an option to be considered.
5. Hijab-Women's Dress in Islam:

Clothing must cover the entire body, only the hands and face may remain visible.

The material must not be so thin that one can see through it.

The clothing must hang loo se so that the shape / form of the body is not apparent.

The female clothing must not resemble the man's clothing.

The design of the clothing must not resemble the clothing of the non believing women.

The design must not consist of bold designs which attract attention.

Clothing should not be worn for the sole purpose of gaining reputation or increasing one's status in society. Allah has stated in the Quran that women must guard their

modesty.

Say to the believing women that they should lower their gaze and guard their modesty ; that they should not display their beauty and ornaments except what must ordinarily appear thereof. " [Quran : 24.31]

Allah has given us guidance through the Quran and Sunnah, He also given us the logic and commonsense to apply these in our everyday life. However, Allah is not unreasonable and understands the mankind's weakness.

Entrepreneurship is a rising trend in present economy and its emphasis is being visible in recent literature. The current expansion of Islamic banks, financing, and markets across the world, enhances the development of Islamic entrepreneurship. Islam has always considered entrepreneurship the most important source of living. Business criterion of employment opportunities are considered as form of giving or spending in the way of The Almighty Allah. Muslim entrepreneurs are given the glad tiding of Jannah in hereafter as well the satisfaction and potentiality high return on her investment in this life.

Rasulullah (PBUH) said:

From Abdullah Ibn 'Umar -may Allah be pleased with him- that Allah's messenger -peace and prayer of Allah be upon him- said, "The trustworthy, honest Muslim merchant will be with the Prophets, the honest men, and martyrs on the Day of Resurrection. " [Ibn E Majah, 2139]

For Muslims the benefit of earning halal income for exceed the benefits of giving in a charitable manner. Muslim women were engaged in various kinds of activities during the days of the Prophet. Farming, trading, construction, tool making, tanning, bread making, teaching, transporting goods, nursing, health care and defense of the nation were the major economic activities in those days. Women companions of the Prophet participated in all these activities with his approval. Today also Muslim women entrepreneurs are becoming more important players in the entrepreneurial landscape and the development of economy. The Muslim community should recognize this fact that Islamic guidelines set the best rules and boundary for business and economic conducts which is absent in any other system, so they should strive to facilitate women entrepreneurship especially through proper Islamic education to avail of the opportunities provided by Allah (SWT). If the Islamic guidelines are strictly followed the Muslims will insha'Allah regain the past glory of the Ummah.

References:

1. Abbas, SM. Shariq. (2012), "Women of Islamic Faith in Trade and Commerce: An Economic Sociological Study", VSRD-IJBMR, Vol. 2 (3), 2012, 102-113.

2. Ali, Dr. Lubna Abid, Farh at Jabeen, Dr. Naveed-i-Rahat , (2011), "Islamic Tradition and Feminism: A Comparative Study of The oretical Perspective", International Journal of Business and Social Science Vol. 2 No. 6.

منہاج القرآن سیکرٹریٹ میں بسلسلہ "قائد ڈے" دعائیہ تقریب کا انعقاد

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام "عصر نو کے حقیقی رہنما" کے عنوان سے منعقدہ سیمینار

M o n t h l y
DUKHTARAN-E-ISLAM
LAHORE
MAR-2018
Regd CPL No.45

سیرت وفضائلِ نبوی ﷺ کے ذکرِ جمیل پر مشتمل عظیم ذخیرۂ علم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کے سینکڑوں خطابات کی VCDs، Audio CDs، DVDs
اور تصانیف سے استفادہ کیجئے

ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ
ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اِشکالات کے مدلّل جواب دیتا ہے
اور اِصلاحِ اَحوال و اِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔